میثم قادری

طلاق ثلاثہ

کی مخالفت کس دور میں ہوئی؟

(ایک تحقیق......ایک جائزہ)

از

ابوالحقائق غلام مرتضیٰ ساقی مجددی

ناشر

غوثیہ کتب خانہ اردو بازار گوجرانوالہ Ph:740294

طلاق ثلاثہ

کی مخالفت کس دور میں ہوئی؟

(ایک تحقیق......ایک جائزہ)

از

ابوالحقائق غلام مرتضیٰ ساقی مجددی

باہتمام: محمد منور حسین مجددی

ناشر: غوثیہ کتب خانہ اردو بازار گوجرانوالہ

فون- 740294

نام کتاب .... طلاق ثلاثہ کی مخالفت کس دور میں ہوئی......؟

تصنیف .... ابوالحقائق علامہ غلام مرتضیٰ ساقی مجددی

فرمائش .... مولانا قاری بابر محمود چٹھہ

کمپوزنگ .... تنظیم الاسلام گرافکس

121 بی ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ موبائل 0333-4322012

اشاعت .... اکتوبر 2003ء

ناشر .... غوثیہ کتب خانہ اردو بازار گوجرانوالہ

تعداد .... گیارہ صد قیمت : ۱۵ روپے

ملنے کے پتے

- o...... مکتبہ تنظیم الاسلام 121 بی ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ
- o...... مکتبہ جمال کرم مرکز الاولیس دربار مارکیٹ لاہور
- o...... ضیاء القرآن پبلی کیشنز گنج بخش روڈ لاہور
- o...... ضیاء القرآن پبلی کیشنز 14 انفال سنٹر اردو بازار کراچی
- o...... مکتبہ قادریہ نزد چوک میلاد مصطفےٰ سرکلر روڈ گوجرانوالہ
- o...... مکتبہ رضائے مصطفیٰ سرکلر روڈ گوجرانوالہ
- o...... مکتبۃ المجاہد دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف
- o...... مکتبہ نعمانیہ اقبال روڈ سیالکوٹ
- o...... قادری رضوی کتب خانہ گنج بخش لاہور

پیش لفظ

خیر القرون سے لے کر آج تک جمہور اہل اسلام کا موقف ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو تین طلاقیں دے دے، (خواہ یکبارگی یا علیحدہ علیحدہ، غصہ کی حالت میں یا خوشی اور مذاق کے طور پر) تو تینوں طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں اور اس کی بیوی حرمت غلیظہ کے ساتھ اس پر حرام ہو جاتی ہے اور وہ بغیر حلالہ شرعی کے دوبارہ اس کے نکاح میں نہیں آ سکتی، اگر شرعی حلالہ کئے بغیر اسے اپنی زوجیت میں رکھ کر اس سے ہم بستری کرتا ہے تو وہ سراسر زناکاری کا مرتکب ہوتا ہے اور اس سے جنم لینے والی اولاد بھی ''ولد الحرام'' کے زمرہ میں آتی ہے۔ جمہور کا یہ موقف متعدد معتبر کتب میں موجود ہے۔ جیسا کہ امام حافظ بدرالدین عینی لکھتے ہیں:

''جمہور علماء، تابعین اور ان کے بعد کے علماء جن میں امام اوزاعی، امام ابراہیم نخعی، امام سفیان ثوری، امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب، امام مالک اور ان کے اصحاب، امام شافعی اور ان کے اصحاب، امام احمد بن حنبل اور ان کے اصحاب، امام اسحاق، امام ابوثور، امام ابوعبید اور دیگر بہت کثیر در کثیر علماء وائمہ دین وفقہاء ان سب کا مذہب یہ ہے کہ جس نے اپنی بیوی کو تینوں طلاقیں دیں تو یہ تینوں طلاقیں اس پر واقع ہو جائیں گے''

(عمدة القاری شرح صحیح البخاری، کتاب الطلاق باب من اجاز الطلاق الثلث.....الخ) ۲۳۳/۲ طبع ادارة الطباعة المنیریة، بیروت)

یہی بات وھابی محدث ابوسعید شرف الدین دہلوی نے لکھی ہے، وہ لکھتے ہیں:

''صحابہ وتابعین وتبع تابعین سے لے کر سات سو سال تک کے سلف صالحین

صحابہ وتابعین ومحدثین سے تو تین طلاق کا ایک مجلس میں واحد شمار ہونا تو ثابت نہیں، من ادعی فعلیه البیان بالبرهان ودونه خرط القتاد ۔ ملاحظہ ہو!..... موطا امام مالک، صحیح بخاری، سنن ابوداؤد، سنن النسائی، جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ وشرح مسلم امام نووی وفتح الباری وتفسیر ابن کثیر، وتفسیر ابن جریر وکتاب الاعتبار للامام حازمی، فی بیان الناسخ و المنسوخ من الآثار...... یہ حدیث (مسلم کی روایت جس کی بناء پر وھابی تین طلاقوں کو ایک کہتے ہیں) بظاہرہ کتاب وسنت صحیحہ واجماع صحابہ وغیرہ ائمہ محدثین کے خلاف ہے، لہذا حجت نہیں..... تین طلاق مجلس واحد کی محدثین کے نزدیک ایک کے حکم میں ہیں، یہ مسلک صحابہ، تابعین، وتبع تابعین وغیرہ ائمہ محدثین متقدمین کا نہیں ہے...... یہ فتویٰ شیخ الاسلام نے ساتویں صدی ہجری کے اخیر یا اوائل آٹھویں میں دیا تھا، تو اس وقت کے علمائے اسلام نے ان کی سخت مخالفت کی تھی۔ (شرفیہ برفتاویٰ ثنائیہ ۲/ ۲۱۷، ۲۱۹)

معلوم ہوا کہ ایک مجلس کی تین طلاقوں کو ایک قرار دینا کتاب وسنت، اجماع صحابہ وتابعین ومحدثین کے خلاف ہے۔ غیر مقلدین نے دیگر مسائل کی طرح یہاں بھی قرآن وسنت اور اجماع امت کی سرتوڑ مخالفت کی ہے...... اور ان کے پیشوا ابن تیمیہ نے آٹھویں صدی میں تین طلاقوں کو ایک قرار دے کر امت مسلمہ کے برخلاف ایک نئے راستے کو اختیار کیا اور امت کو اختلاف وانتشار کی بھٹی میں جھونک دیا۔

اب صورت حال یہ ہے کہ لوگ جذبات کی رو میں بہہ کر اپنی بیویوں کو یکدم تین طلاقیں دے رہے ہیں اور وھابیوں سے قرآن وسنت کے خلاف فتوے لے کر گھر گھر زنا کاری کا ارتکاب کر رہے ہیں..... وھابی حضرات ایک طرف تو یہ ڈھنڈورا پیٹتے ہیں کہ تین طلاقیں دینے والوں پر حضور اکرم ﷺ غضبناک ہوئے تھے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایسے افراد کی حوصلہ شکنی کرتے ہوئے انہیں کوڑے بھی لگاتے تھے، لیکن دوسری طرف وھابیوں کی یہ دوغلہ پالیسی ہے کہ تین طلاقیں دینے والوں کی

حوصلہ افزائی کرتے ہوئے ان کو دوبارہ راضی خوشی گزر بسر کرنے اور اپنے گھروں کو زنا کاری کے اڈے بنانے کا سرٹیفکیٹ بھی عنائت فرماتے ہیں اور ایسے لوگوں کو اپنی جماعت میں شمولیت کی بھرپور دعوت بھی دیتے ہیں۔

وھابی حضرات کہتے ہیں کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے دور میں تین طلاقوں کو تین قرار دینے کا قانون اس لئے بنایا تھا کہ لوگ اپنی عورتوں کو کثرت کے ساتھ یکدم تین طلاقیں دینے لگے تھے۔

ہم وھابی حضرات سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ اگر (تمہارے بقول) اس دور میں لوگوں نے کثرت کے ساتھ طلاقیں دینا شروع کر دی تھیں تو آج بھی یہی صورت حال ہے، ایک مفتی کے پاس اگر دیگر مسائل کے متعلق فتوی پوچھنے والوں کی تعداد ۲۰ فیصد ہے تو طلاق کے متعلق فتوی لینے والوں کی تعداد تقریباً اسی فیصد ہے اس لئے آج بھی اس بڑھتے ہوئے سیلاب کی روک تھام کی اشد ضرورت ہے، لہذا تم اس بڑھتی ہوئی شرح طلاق کے آگے بند کیوں نہیں باندھتے؟ تمہاری تحقیق کے مطابق اگر حضرت خلیفہ ثانی نے شرح طلاق کو روکنے کیلئے تین طلاقوں کے تین ہونے کا فتویٰ جاری کیا تھا جسے تمام صحابہ کرام نے قبول کر لیا۔ تو تم بھی اپنے بزرگوں کے اقوال و فتاویٰ کی روشنی میں (جنہوں نے تین طلاقوں کو تین قرار دیا ہے حوالہ جات آگے آرہے ہیں) فقط طلاق کی شرح کو روکنے کیلئے اپنی جماعت کیلئے یہ قانون نافذ کر کے حوا کی بیٹیوں پر رحم کیوں نہیں کرتے؟...... اور حضرات صحابہ کرام کے قانون کو قبول کر کے دو جہانوں کی سرخروئی لینا گوارا کیوں نہیں کرتے؟ جبکہ قرآنی تقاضہ بھی یہی ہے کہ مسلمانوں کے اجماعی طریقوں کی پیروی کی جائے...... اور مومنوں کا اجماعی راستہ چھوڑنے والوں کے مطابق قرآنی فیصلہ درج ذیل ہے:

ومن یشاقق الرسول من بعد ماتبین له الهدی ویتبع غیر سبیل

المومنین نولہ ماتولی ونصلہ جھنم و ساء ت مصیرا (النساء ۱۱۵)

اور جو شخص ہدایت روشن ہو جانے کے بعد اللہ کے رسول کی مخالفت کرے، اور مسلمانوں کے مخالف راستے پر چلے تو ہم اسے ادھر ہی پھیر دیں گے، جدھر وہ خود پھرے اور اسے جہنم میں ڈال دیں گے اور یہ بہت بری جگہ ہے پلٹنے کی۔

ہم نے وھابی حضرات اور عوام الناس کو راہ حق دکھانے کیلئے ''ماہنامہ دعوت تنظیم الاسلام'' کی ایک اشاعت میں مخالفین کے ایک محقق کی تحقیق کو بعنوان ''طلاق ثلاثہ کی مخالفت کس دور میں شروع ہوئی'' پیش کیا تھا۔ جسے خواص وعوام نے پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا اور مزید کئی مسائل میں اشاعت پذیر ہوا۔ اس کے جواب میں وھابیوں کے ایک نیم حکیم آف گوجرانوالہ نے اپنی کم عقلی، جہالت اور سفاھت کا ثبوت دیتے ہوئے ایک مضمون ''بیک وقت تین طلاق ایک تحقیق'' کے نام سے وھابی مجلہ ''ہفت روزہ اہلحدیث'' میں شائع کرایا...... اور ہمیں اس کی اطلاع تک نہ کی...... کچھ عرصہ بعد کسی دوست نے ان کے مضمون کی نقل ہمیں ارسال کی، ہم نے اس مضمون میں ان کی تحریر کا تعاقب کیا ہے، اب وہ دونوں مضامین زیر نظر کتاب کی صورت میں پیش خدمت ہیں۔

اس کتاب میں قرآن وسنت، اجماع امت اور وھابی حضرات کے بزرگوں کی عبارت سے حق کو روز روشن کی طرح واضح کر دیا گیا ہے۔

اور مسئلہ طلاق ثلاثہ پر مخالفین کے اعتراضات کے عقلی، نقلی جوابات دیئے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حق سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

خیراندیش:

ابوالحقائق غلام مرتضیٰ ساقی مجددی

مدرس دارالعلوم نقشبندیہ امینیہ

۱۴۷/A ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ

طلاق ثلاثہ

کی مخالفت کس دور میں ہوئی......؟

قرآن وحدیث کی روشنی میں صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین، فقہاء ومحدثین اور جمہور علمائے اسلام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اگر کوئی شوہر اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دے، خواہ یکبارگی یا علیحدہ علیحدہ، تو اس پر اس کی بیوی حرام ہو جائے گی...... لیکن غیر مقلدین حضرات اس مسئلہ پر فتنہ وفساد بپا کرتے ہوئے یہ فتویٰ دیتے ہیں کہ یکبارگی دی گئیں تین طلاقیں تین نہیں ایک ہوتی ہے...... ان کا یہ فتویٰ قرآن وحدیث اور جمہور اہل اسلام کے خلاف ہونے کے علاوہ خود ان کے اکابر کے بھی خلاف ہے۔

یہودیوں اور شیعوں کا مذہب

دراصل طلاق ثلاثہ (تین طلاقوں) کے غیر مؤثر ہونے کا مؤقف یہودیوں کا تھا...... ملاحظہ ہو! (کتاب السنۃ، امام اللالکائی "سیاق ماروی فی مخازی الروافض" حدیث ۲۸۲۳، ۱۴۶۲/۸/۶۲، طبع دار طیبہ، الریاض) چونکہ مذہب شیعہ، یہودیت کا چربہ ہے، اس لئے شیعہ حضرات نے بھی یہودیوں کی نقل میں یہ مذہب اپنایا۔

وھابیوں کا مذہب

اس کے بعد سات ہجری میں ابن تیمیہ اور اس کے شاگرد ابن قیم نے تین طلاقوں کے ایک طلاق ہونے کا فتویٰ صادر کیا...... اور ذلت ورسوائی اٹھائی۔ اس فتوے کی تفصیل خود غیر مقلدین حضرات کی کتب میں موجود ہے۔

۱۹۳۸ء میں جب غیر مقلدین کے شیخ الاسلام مولوی ثناء اللہ امرتسری نے تین طلاقوں کو ایک کہا اور مسلم شریف کی ایک حدیث کہ ''رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ابتدائی دو سال تک تین طلاقوں کو ایک کہا جاتا تھا'' کو اس کی دلیل کے طور پر پیش کیا تو غیر مقلدین کے ایک دوسرے محدث ابوسعید شرف الدین دہلوی نے ان کے اس فتوے کے بخیے ادھیڑے اور امرتسری کے دلائل کا تانا بانا الگ کر دیا۔

وہابی بنام وہابی

دہلوی صاحب کے جواب کی عبارت درج ذیل ہے:

''قول مجیب مرحوم کہ محدثین کے نزدیک ایک مجلس میں دی ہوئی تین طلاقیں ایک طلاق رجعی کا حکم رکھتی ہیں بحدیث ابن عباس کان الطلاق علی عہد رسول اللہ ﷺ وابی بکر وسنتین من خلافة عمر طلاق الثلاث واحدة (مسلم)...... اس استدلال میں چند وجوہ کلام ہے۔

حدیث مسلم کی حقیقت

اول: یہ کہ اس میں مجلس واحد کا ذکر ہی نہیں، عام اس سے کہ مجلس ایک ہو یا تین، بلکہ اظہار ثلاثہ ہوں یا نہ، اور جس روایت مسند احمد میں مجلس واحد کا ذکر ہے، وہ صحیح نہیں۔ اس کی سند بروایت عکرمہ من عمران عن حصین ہے۔ جس کو محدثین حافظ ابن حجر وغیرہ نے لکھا ہے کہ ایسی روایت خصوصاً صحیح نہیں ہوتی...... ملاحظہ ہو تقریب التہذیب۔

دوم: یہ کہ محدثین نے اس میں کلام کیا ہے، جس کی تفصیل شرح مسلم امام نووی، فتح الباری وغیرہ میں ہے۔ خصوصاً میری کتاب ''کتاب الطلاق'' ملاحظہ ہو۔

سوم: یہ کہ اس میں یہ تفصیل نہیں ہے کہ یہ تین طلاقوں والے مقدمات رسول اللہ ﷺ اور شیخین کے سامنے پیش ہو کر فیصلہ ہوتا تھا۔ اور یہ کسی روایت میں نہیں

ہے، واذلیس فلیس۔

چہارم: یہ کہ حدیث، صحیح مسلم کی ایسی ہے جیسے دوسری حدیث، صحیح مسلم کی، جابر بن عبداللہ صحابی سے ہے:

قال عطاء قدم جابر بن عبداللہ معتمرا فجئناه فی منزله فسأله القوم عن اشياء ثم ذكروا المتعة فقال نعم استمتعنا علی عهد رسول الله ﷺ وابی بكر وعمر انتهی، وفی رواية اخری بعده ثم نهانا عمر فلم نعدلهما (ای متعة النساء ومتعة الحج) صحيح مسلم مع شرح نووی ص ۴۵۱ باب نكاح المتعة

پس جو اس حضرت جابر کی متعة النساء کے جواز وعدم کا جواب ہے، وہی حدیث ابن عباس کا ہے، اگر یہ جائز ہے تو پھر متعة النساء بھی جائز ہے۔ ولا یقول به المحدثون۔

پنجم: اس سے ثابت ہوا کہ یہ تین طلاقیں بحکم واحد یا متعة النساء بالا بالا لوگ بے خبری میں کرتے رہے جس کا علم نہ رسول اللہ ﷺ کو ہوا، نہ شیخین کو، آخر میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا، تو منع کر دیا۔ ابن عباس کی اس حدیث پر محدثین نے اور بھی کئی وجوہ سے کلام کیا ہے۔ جس کی تشریح کچھ تو امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں کی ہے، کچھ اور بھی میں نے اپنی کتاب میں محدثین سے نقل کیا ہے۔

ششم: محدثین کی طرف مجلس واحد میں تین طلاق کو ایک شمار کرنے کی نسبت میں بھی کلام ہے۔ یہ سخت مغالطہ ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ صحابہ وتابعین وتبع تابعین سے لے کر سات سو سال تک کے سلف صالحین صحابہ وتابعین ومحدثین سے تو تین طلاق کا ایک مجلس میں واحد شمار ہونا تو ثابت نہیں، من ادعی فعلیه البیان بالبرهان ودونه خرط القتاد

ملاحظہ ہو، مؤطا امام مالک، صحیح بخاری، سنن ابوداؤد، سنن النسائی، جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ، وشرح مسلم امام نووی وفتح الباری، وتفسیر ابن کثیر وتفسیر ابن جریر و کتاب الاعتبار للامام الحازمی فی بیان الناسخ والمنسوخ من الآثار۔ اس میں امام حازمی نے ابن عباس کی مسلم کی اس حدیث کو منسوخ بتایا ہے اور تفسیر ابن کثیر میں بھی الطلاق مرتان (الایة) کے تحت ابن عباس سے، جو صحیح مسلم کی حدیث تین طلاق کے ایک ہونے کا راوی ہے، دوسری حدیث نقل کی ہے۔ جو سنن ابوداؤد میں باب نسخ المراجعة بعد التطليقات الثلاث بسند خود نقل کی ہے، عن ابن عباس ان الرجل كان اذا طلق امراء ته فهو احق برجعتها و ان طلقها ثلثا فنسخ ذلک فقال الطلاق مرتان فامساک بمعروف او تسريح باحسان انتهى (عون المعبود ۲/ ۲۲۵)

امام نسائی نے بھی اسی طرح ص ۱۰۱ جلد ۲ میں باب منعقد کیا ہے، اور یہی حدیث لائے ہیں، اور دونوں اماموں نے اس پر سکوت کیا ہے، اور ان دونوں کے نزدیک یہ حدیث صحیح اور حجت ہے، جب ہی تو لائے ہیں، اور باب منعقد کیا ہے، اور ابن کثیر نے بھی سند ابی داؤد نسائی وابن ابی حاتم وتفسیر ابن جریر وتفسیر عبدالحمید و مستدرک حاکم وقال صحيح الاسناد و الترمذی مرسلاً ومسنداً نقل کر کے کہا ہے کہ ابن جریر نے ابن عباس کی اس حدیث کو آیت مذکورہ کی تفسیر بتا کر اسی کو پسند کیا ہے یعنی یہ کہ پہلے جو تین طلاق کے بعد رجوع کر لیا کرتے تھے وہ اس حدیث سے منسوخ ہے۔ پس یہ حدیث مذکور محدث ابن کثیر وابن جریر دونوں کے نزدیک صحیح ہے، جیسے کہ مستدرک حاکم صحیح اسناد لکھا ہے اور قابل اعتماد ہے اور امام فخر الدین رازی کی تحقیق بھی یہی ہے، اور امام ابوبکر محمد بن موسیٰ بن عثمان حازمی نے ''کتاب الاعتبار'' میں اپنی سند سے نقل کر کے لکھا ہے: فاستقبل الناس الطلاق جديد امن

يومئذٍ من كان منهم طلق اولم يطلق حتى وقع الاجماع فنسخ الحكم الاول ودل ظاهر الكتاب على نقيضه و جآء ت السنة مفسرة للكتاب مبنية رفع الحكم الاول ...... الخ ص ۸۳، اور خود علامہ ابن قیم نے زادالمعاد مصری ۲/ ۲۵۴ میں لکھا ہے تفسير الصحابى حجة وقال الحاكم هو عندنا مرفوع انتهى اور جب مسلم کی ابن عباس کی حدیث مذکور اجماع کے خلاف ہوئی، تو خود شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے قول سے بھی اس پر عمل نہ ہونا چاہئے، اس لئے کہ فتاویٰ ابن تیمیہ جلد دوم ص ۳۵۹ میں ہے کہ والخبر الواحد اذا خالف المشهور المستفيض كان شاذا وقد يكون منسوخاً انتهىٰ . وهذا كذالک فافهم وتدبر

اور سنن ابی داؤد کی نسخ کی حدیث کی سند میں راوی علی بن حسین اور حسین بن واقد پر جو علامہ ابن قیم نے اعتراض یا کلام کیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ علی بن حسین کو تقریب التہذیب میں صدوق یھم لکھا ہے، وہم کے باعث ابوحاتم نے اس کی تضعیف کی ہے، مگر امام نسائی جو بڑے متشدد ہیں انہوں نے اور دوسرے محدثین نے کہا ہے لیس بہ بأس اور وہم سے کون بشر خالی ہے، لہذا یہ کوئی جرح نہیں، راوی معتبر ہے، جبکہ محدثین مذکور نے حدیث کو صحیح تسلیم کیا ہے اور حسین بن واقد کو تقریب میں ثقه له اوهام لکھا ہے اور یہ راوی رواۃ صحیح مسلم سے ہے، اور یحیی بن معین وغیرہ محدثین نے اس کو ثقہ بتایا ہے ملاحظہ ہو میزان الاعتدال۔ باقی رجال دونوں کے ثقات ہیں، لہذا یہ حدیث حسن صحیح ہے، قابل عمل وحجت ہے اور خود راوی ابن عباس کا فتویٰ بھی اس کی صحت کا موید ہے، ملاحظہ ہو! موطا امام مالک وغیرہ

اور یہ لغو اعتراض کہ یہ ابن عباس کا سہو ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر ابن عباس کو سہو ہو گیا تھا تو پھر ان کی مسلم کی حدیث بھی سہو ہے فلاحجة فيه اور امام

رازی نے تفسیر کبیر میں آیت مذکورہ کی تفسیر میں بحث کر کے جو اپنی تحقیق لکھی ہے، وہ یہ ہے کہ آیت الطلاق مرتان سے پہلے آیت والمطلقات یتربصن با نفسھن ثلاثہ قروء (الی قولہ) و بعو لتھن احق بر دھن فی ذلک ان ارادو ا صلاحا (الایة) ہے اس کے بعد ہے الطلاق مرتان الایة اس سے ثابت ہوا کہ پہلی آیت مجمل مفتقر الی المبین یا کالعام مفتقر الی المخصص تھی کہ بعول مطلقین کو بعد طلاق حق استرداد یعنی رجوع ثابت تھا عام اس سے کہ ایک طلاق کے بعد ہو یا دو کے یا تین کے، پس آیت الطلاق مرتان نے واضح کر دیا کہ مطلق کو رجوع ایک یا دو طلاق کے بعد ہے، اس کے بعد نہیں، پھر آگے جامع ترمذی کی حدیث سے منع ثابت کیا ہے۔

اور بعض اصحاب، تفسیر کبیر سے اپنے مطابق قول کے بعد ھــــذا ھـــو الاقیــس .....الخ کو دیکھ کر بہت خوش ہوتے ہیں اور یہ نہیں سوچتے کہ اس قول کو امام صاحب نے دوسرے سے نقل کر کے اس کا رد کیا ہے۔ ملاحظہ ہو ۲/ ۲۴۸

ھفتم : اور وجوہ کلام میں سے وجہ ہفتم یہ ہے کہ محدثین نے مسلم کی حدیث مذکور کو شاذ بھی بتایا ہے۔

ھشتم : یہ کہ اس میں اضطراب بھی بتایا ہے۔ تفصیل شرح صحیح مسلم نووی، فتح الباری غیرہ مطولات میں ہے

نھم : یہ کہ ابن عباس کی مسلم کی حدیث مذکور مرفوع نہیں، یہ بعض صحابہ کا فعل ہے جن کو نسخ کا علم نہ تھا کما فی الوجه الثالث والرابع۔

دھم: یہ کہ مسلم کی یہ حدیث امام حازمی و تفسیر ابن جریر و ابن کثیر وغیرہ کی تحقیق سے ثابت ہے کہ یہ حدیث بظاہرہ کتاب وسنت صحیحہ و اجماع صحابہ وغیرہ ائمہ محدثین کے خلاف ہے، لہذا حجت نہیں ہے۔

امرتسری کی کذب بیانی

اصل بات یہ ہے، کہ مجیب مرحوم (مولوی ثناء اللہ امرتسری) نے جو لکھا ہے کہ تین طلاق، مجلس واحد کی، محدثین کے نزدیک ایک ہی کے حکم میں ہیں، یہ مسلک صحابہ، تابعین و تبع تابعین وغیرہ ائمہ محدثین متقدمین کا نہیں ہے...... یہ مسلک سات سو سال کے بعد کے محدثین کا ہے۔ جو شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے فتویٰ کے پابند اور انکے معتقد ہیں، یہ فتویٰ شیخ الاسلام نے ساتویں صدی ہجری کے اخیر یا اوائل آٹھویں میں دیا تھا تو اس وقت کے علمائے اسلام نے ان کی سخت مخالفت کی تھی۔

ابن تیمیه اور ابن قیم کو درے پڑے

نواب صدیق حسن خاں مرحوم نے اتحــاف النبلاء میں جہاں شیخ الاسلام کے متفردات مسائل لکھے ہیں' اس فہرست میں طلاق ثلاثہ کا مسئلہ بھی لکھا ہے، اور لکھا ہے کہ جب شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے تین طلاق کی ایک مجلس میں ایک ہونے کا فتویٰ دیا، تو بہت شور ہوا۔ شیخ الاسلام اور ان کے شاگرد ابن قیم پر مصائب برپا ہوئے، ان کو اونٹ پر سوار کر کے درے مار مار کر شہر میں پھرا کر توہین کی گئی، قید کیے گئے، اس لئے کہ اس وقت یہ مسئلہ علامت روافض کی تھی۔ (ص ۳۱۸)

اور سبل السلام شرح بلوغ المرام مطبع فاروقی دھلی ص ۹۸ جلد ۲ اور التاج المکلل مصنفہ نواب صدیق حسن خان صاحب ص ۲۸۲ میں ہے کہ امام شمس الدین ذہبی باوجود شیخ الاسلام کے شاگرد اور معتقد ہونے کے اس مسئلہ میں سخت مخالف ہیں۔ (التاج المکلل ص ۲۸۸-۲۸۹)

وھابیوں کی دھوکه دھی

ہاں تو جبکہ متاخرین علماء اہلحدیث (وھابی حضرات) عموماً شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور ان کے شاگرد ابن قیم کے معتقد ہیں، اس لئے وہ بے شمار مسئلہ [illegible]

الاسلام سے متفق ہیں اور وہ اسی کو محدثین کا مسلک بتاتے ہیں، اور مشہور کر دیا گیا ہے کہ یہ مذہب محدثین کا ہے اور اس کے خلاف مذہب حنفیہ کا ہے۔ اس لئے ہمارے اصحاب فوراً اس کو تسلیم کر لیتے ہیں اور اس کے خلاف کو رد کر دیتے ہیں ۔ حالانکہ یہ فتویٰ یا مذہب آٹھویں صدی ہجری میں وجود میں آیا ہے۔ (شرفیہ بر فتاویٰ ثنائیہ جلد اول ص ۲۱۶، ۲۲۰)

خلاصۃ الکلام

غیر مقلدین حضرات کے محدث شرف الدین دہلوی کی اس گفتگو سے درج ذیل باتیں روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہیں کہ

1 ...... تین طلاقوں کو ایک طلاق کہنے پر وھابی حضرات جو مسلم شریف کی حدیث پیش کرتے ہیں اس میں درج ذیل وجوہات کی بناء پر کلام ہے:

o ...... اس روایت میں کوئی بھی لفظ ایسا نہیں جس سے واضح ہو کہ ایک مجلس (ایک جگہ) کی تین طلاقیں ایک طلاق کے حکم میں ہیں۔

o ...... مسند احمد کی جس روایت میں ایک مجلس کا ذکر ہے وہ صحیح نہیں۔

o ...... حدیث مسلم میں اس بات کی بھی وضاحت نہیں کہ رسول اکرم ﷺ، حضرت صدیق اکبر اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہما تین طلاقوں کے ایک طلاق ہونے کا فیصلہ فرمایا کرتے تھے۔

o ...... صحیح مسلم کی دوسری روایت میں ہے کہ صحابہؓ زمانہ نبوی، دور صدیقی اور خلافت فاروقی کی ابتداء میں متعہ کیا کرتے تھے۔ اب اس روایت کے پیش نظر متعہ کو جائز نہیں کہا جاتا۔ جب متعہ کے جواز کا قول نہیں کیا جا سکتا تو طلاق ثلاثہ کو ایک طلاق بھی نہیں قرار دیا جا سکتا۔

o ...... اصل بات یہ ہے کہ متعہ کا مسئلہ ہو یا طلاق ثلاثہ کو ایک کہنے کا مسئلہ، یہ عام حضرات بے خبری اور ناواقفیت کی بناء پر کرتے تھے۔ ان میں سے کوئی شخص بھی اپنا

مقدمہ نہ تو حضور ﷺ کے پاس لے کر آیا اور نہ ہی دربار صدیقی میں پیش ہوا اور نہ ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ابتدائی دور خلافت میں کوئی ایسا مسئلہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی عدالت میں فیصلہ پذیر ہوا۔ جب حضرت عمر فاروق کو ان دونوں گروہوں (طلاق ثلاثہ کو ایک کہنے والے اور متعہ کے جواز کے قائلین) کے متعلق خبر ملی تو آپ نے انہیں حکم شرعی بتاتے ہوئے واضح کر دیا کہ عورتوں سے متعہ کرنا بھی منع ہے اور تین طلاقوں کو ایک طلاق کہنا بھی غلط اور ممنوع ہے یعنی انہوں نے اپنی طرف سے قانون نہیں بنایا تھا بلکہ صرف اللہ ورسول کا حکم ہی سنایا تھا۔

o ...... کتاب الاعتبار میں امام حازمی نے حدیث مسلم کو منسوخ کہا ہے۔

o ...... امام ابن جریر اور امام ابن کثیر نے حضرت ابن عباس کی روایت کردہ حدیث (تین طلاقیں تین ہی شمار ہوں گی) کو نقل کر کے اسی بات کو واضح کیا ہے کہ مسلم شریف میں مروی روایت منسوخ ہے کیونکہ تین طلاقوں کو تین ہی شمار کرنے والی روایت قرآن کی آیت **الطلاق مرتان** (الایۃ) کی تفسیر ہے۔ ان اماموں نے اسی تفسیر کو پسند کیا ہے۔

o ...... مسلم شریف کی روایت کو محدثین نے شاذ بھی کہا ہے۔

o ...... حدیث مسلم میں اضطراب بھی ہے۔

o ...... مسلم شریف کی یہ روایت مرفوع نہیں ہے۔ یہ صرف چند صحابہ کا عمل تھا۔ اور وہ بے خبری میں اس پر عمل پیرا تھے۔

o ...... امام حازمی، امام ابن کثیر اور امام ابن جریر کی تحقیق کے مطابق حدیث مسلم قرآن مجید، سنت صحیحہ، اجماع صحابہ اور ائمہ محدثین کے خلاف ہے، لہذا حجت نہیں۔

2 ...... طلاق ثلاثہ کو ایک طلاق قرار دینے کی نسبت محدثین کی طرف کرنا سخت مغالطہ ہے۔ کیونکہ

o...... صحابہ کرام کے زمانہ مبارکہ سے لے کر سات سو سال تک، صحابہ کرام، تابعین تبع تابعین، اور محدثین میں سے کوئی بھی تین طلاقوں کو ایک نہیں کہتا تھا۔

o...... یہ مسلک صرف ابن تیمیہ نے گھڑا تھا۔

o...... غیر مقلدین حضرات لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے اسے محدثین کا مذہب بتاتے ہیں اور تین طلاقوں کو تین شمار کرنا صرف احناف کا مذہب ظاہر کرتے ہیں، جو کہ جھوٹ ہے۔

o...... حالانکہ تین طلاقوں کو ایک قرار دینا ابن تیمیہ کا فتویٰ ہے۔ اور تین طلاقوں کو تین ہی شمار کرنا ابتداء سے لے آج تک جمہور اہل اسلام کا نظریہ ہے

اب آپ کو فیصلہ کرنا ہے کہ آپ ابن تیمیہ کی پیروی کرنا چاہتے ہیں یا اہل اسلام کی

فاعتبروا یااولی الابصار

طلاق ثلاثہ

(ایک تجزیہ)

گذارش احوال

ماہنامہ ''دعوت تنظیم الاسلام'' گوجرانوالہ کے شمارہ نومبر 2001ء میں وھابی حضرات کے ایک محقق اور محدث مولانا محمد شرف الدین دہلوی کی ''طلاق ثلاثہ'' پر تحقیق کے چند اقتباسات بعنوان ''طلاق ثلاثہ کی مخالفت کس دور میں شروع ہوئی ؟'' پیش کئے گئے تھے۔ جسمیں انہوں نے مسلم شریف کی ایک روایت (جو تین طلاقوں کو ایک قرار دینے پر وھابی حضرات کی بنیادی دلیل ہے) پر دس اعتراضات واشکالات وارد کئے تھے...... چاہئے تو یہ تھا کہ وھابی حضرات اپنے بزرگ کی اس تحقیق کی روشنی میں اپنے موقف پر نظر ثانی کرتے ...... لیکن وھابی محقق مولوی بشیر الرحمان سلفی کے قول، کہ اگر وھابیوں کو خدا بھی آ کر سمجھائے تو یہ نہیں سمجھیں گے۔ (الدعاص ۴۶) کے مطابق، لاہور کے ایک نجدی مدیر بشیر انصاری (مدیر اعلیٰ ہفت روزہ اہلحدیث) نے ہمارے مضمون کی فوٹو کاپی اپنے گوجرانوالہ کے ایک حکیم (صفدر عثمانی) کو ارسال کی اور حکم دیا کہ

''اہل حدیث کیلئے اس کا جواب ضرور لکھیں'' چنانچہ ان کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے تین ماہ بعد اس حکیم صاحب نے ایک نرالی اور جمہور اہل اسلام کے خلاف تحقیق فرمائی۔ اور ''ہفت روزہ اہلحدیث'' کے فروری ۲۰۰۲ء کے شمارے میں ''بیک وقت تین طلاق ...... ایک تحقیق!'' کے نام سے اس تحریر کو شائع کیا گیا...... لیکن ان لوگوں کی امانت، دیانت اور حق گوئی کا اندازہ فرمائیں! کہ نہ تو مدیر صاحب نے ہمیں اس کاروائی کی اطلاع دی اور نہ ہی نیم حکیم صاحب نے اپنی یہ جوابی تحریر ہمیں

پہنچائی۔ یہ ان لوگوں کی زبردست علمی خیانت اور مذہبی بددیانتی کا ثبوت ہے...... یا وہ اپنی اس تحقیق ''لایلیق'' کی حقیقت کو سمجھتے ہونگے اس لئے اسے ہم سے دور رکھا گیا ہوگا، بہرحال کسی دوست کے ذریعے کچھ عرصے بعد ہمیں وہ جوابی تحریر موصول ہوئی...... تو ہم نے اس ''نجدی تحقیق بے توفیق'' کی حقیقت کو واضح کرنے کا ارادہ کیا...... تاکہ عوام کے سامنے ان لوگوں کی علمی اور تحقیقی پوزیشن واضح ہوجائے کہ جو لوگ اپنے آپ کو علم حدیث کے ٹھیکیدار اور تحقیق وجستجو کے اجارہ دار کہلوتے ہیں۔ درحقیقت ان کو علم وتحقیق کی ہوا بھی نہیں لگی۔

حکیم صاحب کا دھوکہ

نجدی حکیم نے اپنے مضمون کی ابتدا ہی دجل، فراڈ اور دھوکہ دہی سے کی ہے۔ وہ مضمون راقم الحروف (غلام مرتضی ساقی) نے ترتیب دیا تھا لیکن حکیم صاحب نے پورے مضمون میں ہمارا نام تک نہیں لکھا صرف مجددی صاحب، مجددی صاحب کے الفاظ لکھتے رہے ہیں تاکہ لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونک سکیں...... اور عوام الناس یہ باور کرلیں کہ ''مجددی صاحب'' سے مراد آفتاب رشد وہدایت، ماہتاب شریعت وطریقت حضرت علامہ قبلہ ابوالبیان محمد سعید احمد مجددی قدس سرہ العزیز ہیں...... کیونکہ اہل سنت وجماعت میں جب صرف ''مجددی صاحب'' کا جملہ بولا جاتا ہے تو عام طور پر اس سے آپ ہی مراد ہوتے ہیں۔

حکیم صاحب کے لئے ضروری تھا کہ وہ ہمارا نام لکھتے تاکہ قارئین غلط فہمی کا شکار نہ ہوتے، لیکن کریں کیا وھابی مسلک کی نشرواشاعت ایسے ہی نازیبا امور میں مخفی ہے گویا:

ع بات کرنے کا سلیقہ نہیں نادانوں کو

حکیم صاحب کی بھتان تراشی

اوروں کو بہتان بازی کا الزام دینے والوں کا اپنا یہ حال ہے کہ اپنے اس چار صفحاتی مضمون میں حکیم صاحب نے بار بار یہ جملہ دہرایا ہے کہ ''مجددی صاحب لکھتے ہیں'' حالانکہ ہم نے یہ مضمون اپنی طرف سے تو لکھا ہی نہیں ان کے وھابی بزرگ کی تحقیق کے چند اقتباس نقل کئے ہیں...... چاہئے تو یہ تھا کہ وہ اپنے بزرگ کا حوالہ دے کر لکھتے اور پھر قرآن وحدیث کے واضح حوالہ جات سے اس کی تردید کرتے...... چونکہ یہ ان کے بس کا روگ نہیں تھا اس لئے وہ بہتان بازی پہ اتر آئے اور بے وقوفی کے عالم میں ہمیں کوستے رہے...... گویا:

ہیرا پھیری کرنا ان کا کام ہے
سارے تھانوں میں درج ان کا نام ہے

حکیم صاحب کی بے وقوفی

حکیم صاحب کی بے وقوفی ملاحظہ فرمائیں کہ مذکورہ مضمون میں طلاق کے سلسلہ میں صرف ایک خاص نوعیت (طلاق ثلاثہ) کے متعلق گفتگو کی گئی تھی...... کہ اگر خدانخواستہ کوئی شوہر اپنی بیوی کو تینوں طلاقیں دے دیتا ہے (خواہ یکبارگی دے یا علیحدہ علیحدہ) تو اب قرآن وحدیث کی روشنی میں، صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین، فقہاء ومحدثین اور جمہور علمائے اسلام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اس پر اس کی بیوی حرام ہوجائے گی۔ اس کے جواب میں نجدی حکیم کی کج فہمی ملاحظہ ہو! لکھتے ہیں:

''مذکورہ عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ مجددی صاحب ذی نفس مسئلہ سے بالکل بے خبر اور لاعلم ہیں کیونکہ ایسی کوئی آیت اور حدیث نہیں ہے جس کے معنی یہ ہوں کہ تین طلاقیں خواہ وہ یکبارگی دی جائیں تین ہی شمار ہونگی...... نہ ہی ایسی کوئی آیت یا حدیث ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ بیوی کی حرمت کیلئے تین طلاقیں دینی

ضروری ہیں۔ کیونکہ بیوی کی حرمت کیلئے تو ایک طلاق ہی کافی ہے"۔

اولاً: ہمیں "بے خبر اور لاعلم" کہنے والے اس "علیم وخبیر" نجدی صاحب کے علم و خبر کا اندازہ فرمائیں کہ انہیں اتنا بھی شعور نہیں کہ لفظ "ذی نفس مسئلہ"، نہیں "نفس مسئلہ" ہوتا ہے۔ اپنے علم وخبر پر ناز کرنے والے درحقیقت جہالت کی اندھری نگری میں ٹامک ٹوئیاں مار رہے ہیں۔

ثانیاً: آپ کے محقق شرف الدین نے اسی لئے تو قلم اٹھانے کی زحمت گوارا کی تھی کہ ایسے بے خبر اور لاعلم وھابی محققوں اور نیم حکیموں پر واضح کر دیا جائے کہ ابتدائے اسلام سے لے کر آج تک جمہور اہل اسلام کا یہی موقف ہے کہ تینوں طلاقیں دے دینے سے تین ہی واقع ہوتی ہیں۔

فقط ابن تیمیہ نے اپنے قیاس فاسد کے بل بوتے پر اسے ایک قرار دیا اور وھابی مولویوں نے اسے پورے شرح صدر سے قبول کر لیا...... جبکہ تین طلاقیں، تین ہی ہوتی ہیں۔ اسے ایک طلاق کہنے کی سوائے وھابیوں کے اور کسی میں جرات نہیں ہے۔ انہیں یہودیوں اور عیسائیوں کی دیکھا دیکھی طلاق ثلاثہ کو غیر موثر ماننے کا ہیضہ ہو چکا ہے۔ جس کا علاج اور تو کیا خود وھابی حکیموں کے پاس بھی نہیں ہے اور بقول بشیر سلفی کے خود خدا بھی سمجھائے تو یہ نفس کی پیروی میں اسے بھی ٹھکرا دیں گے۔ (الدعاص ۴۶)

ثالثاً: نجدی حکیم کے علم اور خبر کی داد دیجئے فرماتے ہیں: "نہ ہی ایسی کوئی آیت یا حدیث ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ بیوی کی حرمت کیلئے تین طلاقیں دینی ضروری ہیں بیوی کی حرمت کیلئے تو ایک طلاق ہی کافی ہے۔" اس عقل وشعور سے عاری اور نری بیماری، نیم حکیم سے پوچھئے! آپ کو ایک کے دو دو کب سے نظر آنے لگے ہیں۔ ہم نے مسئلہ ایک لکھا تھا "طلاق ثلاثہ" کا۔ اور آپ نے دوسرا مسئلہ شروع کر دیا کہ بیوی کی حرمت کس طلاق سے واقع ہوتی ہے۔ اگر ایک طلاق کے بعد بیوی پر

حرمت واقع ہو جاتی ہے تو پھر آپ نے یہ کیوں لکھا کہ "دو مرتبہ رجوع کرنے کے بعد اب تیسری بار طلاق دے گا! تو اس کے بعد نہ رجوع کا حق باقی ہے نہ نکاح ثانی کا"۔

معلوم ہوا کہ ایک طلاق کے بعد بھی رجوع، نکاح اور مزید طلاق کے کچھ مراحل ہوتے ہیں، یہی تو ہمارا موقف تھا کہ ان مراحل کو طے کرنے کے بعد یا یکدم طلاق ثلاثہ کے الفاظ بولنے کے بعد بیوی ایسی حرام ہوتی ہے کہ اب نکاح ثانی کا حق باقی نہیں رہتا۔ اگر عقل وشعور رخصت ہو جائے تو کچھ سوجھائی نہیں دیتا۔ سچ ہے

؎ جب کہ اندھے ہیں خود پیرومرشد
رہبری کیا کریں گے اندھے گھرانے والے

حکیم صاحب ہم پر برسنے کی بجائے اگر ٹھنڈے دل سے ہمارے موقف کو سمجھنے کی کوشش کر لیتے اور بے پر کی نہ اڑاتے تو ان کے علم شعور اور عقل کا بھرم نہ کھلتا...... گویا:

؎ نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ ہم فریاد یوں کرتے
نہ کھلتے راز سر بستہ نہ یوں رسوایاں ہوتیں

نجدی حکیم کا قرآن وحدیث پر بہتان

نجدی حکیم نے لکھا ہے "البتہ دو مرتبہ رجوع کرنے کے بعد اب تیسری بار طلاق دے گا تو اس کے بعد نہ رجوع کا حق باقی ہے نہ نکاح ثانی کا"۔ (ہفت روزہ ص۵)

یہ وھابی محقق کا قرآن وحدیث پر صریح بہتان، سفید الزام اور قرآن وحدیث اور اسلامی قوانین میں من مانی ہے۔ کسی آیت یا کسی صحیح، صریح اور مرفوع روایت میں اس بات کا حکم نہیں ہے کہ رجوع اور نکاح ثانی کا حق تب ختم ہوتا ہے جب خاوند (جتنی مرضی طلاقیں دینے کے بعد) دو مرتبہ رجوع ضرور کرے گا اور یہ جاہل بلکہ اجہل محقق صاحب قرآن وحدیث سے ایسی صراحت دکھائیں ورنہ بارگاہ

خداوندی اور دربار نبوی میں تائب ہوں۔ (جس کی ان سے قطعاً توقع نہیں ہے)

حلالے کا اعتراف، نجدی حکیم کا دھماکہ

نجدی حکیم صاحب نے ایک اور دھماکہ یہ کیا ہے کہ ہماری مخالفت میں وہ حلالے کا بھی اعتراف کر گئے ہیں۔ جسے ان کی پارٹی آج تک بے غیرتی، بے حیائی اور نجانے کن کن حیا سوختہ الفاظ کے ساتھ یاد کرتی رہی ہے، لکھتے ہیں ”اب وہ عورت اس وقت تک اس خاوند سے نکاح نہیں کرسکتی جب تک وہ کسی اور خاوند سے نکاح کر کے وطی نہ کرے پھر اس نکاح میں پہلے خاوند سے نکاح کی خاطر یہ شرط بھی نہ ہو کہ کچھ مدت کے بعد طلاق دینی ہوگی اگر یہ شرط ہوگی تو وہ نکاح بھی نہیں ہوگا بلکہ فعل حرام ہوگا“ (ص۵) دیکھا آپ نے؟......

ع کس ادا سے کیا اقرار گناہ گاروں نے

لیکن نجدی حکیم نے لکھا ہے کہ ”اگر یہ شرط ہوگی (کہ کچھ مدت کے بعد طلاق دینی ہوگی) تو وہ نکاح بھی نہیں ہوگا“ جبکہ وھابیوں کے ایک عظیم بزرگ اور جلیل محدث ابن حزم ظاہری نے لکھا ہے کہ ایسی صورت میں بھی نکاح درست ہوتا ہے اور حلالہ بھی جائز ہے۔ ملاحظہ ہو (المحلی بالآثار ۹/۴۲۲ مسئلہ نمبر ۱۹۵۱)

اب فرمایئے بے حیائی اور بے غیرتی آپ کے فرمان میں ہے یا آپ کے اس بزرگ کے ارشاد میں؟...... یہ کسی جانب بھی ہو، دونوں صورتوں میں یہ آپ ہی کے گھر کا معاملہ ہے۔ لہذا آپ دوسروں پر طعن وتشنیع سے باز رہیں...... کیونکہ:

ع یہ گھر کی چیز ہے گھر میں ہی رہے تو اچھا ہے

نجدی محقق کا قرآن پر بہتان

نجدی صاحب قرآن پر بہتان گھڑتے ہوئے لکھتے ہیں:

اگر ایک وقت کی تین طلاقیں، تین قرار دی جائیں تو قرآن نے جو رجوع کا

حق دیا ہے وہ ختم ہو جاتا ہے۔ (ص۵) سراسر بہتان ہے، جس کی سزا جہنم ہے...... ورنہ بتایا جائے کہ کونسی آیت میں ایسا صریح حکم ہے کہ ایک وقت کی تین طلاقوں کے بعد رجوع کا حق باقی رہتا ہے اور طلاقیں تین نہیں ہوئیں۔

o...... جبکہ وھابی بزرگ مولوی شرف الدین دھلوی لکھتے ہیں: ”تفسیر ابن کثیر میں بھی الطلاق مرتان (الایہ) کے تحت ابن عباس سے، جو صحیح مسلم کی حدیث تین طلاق کے ایک ہونے کا راوی ہے، دوسری حدیث نقل کی ہے: عن ابن عباس ان الرجل کان اذاطلق امرأ ته فهواحق برجعتها وان طلقها ثلثا فنسخ ذلک فقال الطلاق مرتان فامساک بمعروف اوتسریح باحسان انتهیٰ (عون المعبود ۲/۲۲۵)

امام نسائی نے بھی اسی طرح (۲/۱۰۱) میں باب منعقد کیا ہے اور یہی حدیث لائے ہیں اور دونوں اماموں نے اس پر سکوت کیا ہے اور ان دونوں کے نزدیک یہ حدیث صحیح اور حجت ہے۔ جب ہی تو لائے ہیں اور باب منقعد کیا ہے اور ابن کثیر نے بھی سند ابی داؤد ونسائی وابن ابی حاتم وتفسیر ابن جریر وتفسیر عبدالحمید و مستدرک حاکم وقال صحیح الاسناد، والترمذی مرسلاً و مسنداً نقل کر کے کہا ہے کہ ابن جریر نے ابن عباس کی اس حدیث کو آیت مذکورہ کی تفسیر بتا کر اسی کو پسند کیا ہے یعنی یہ کہ پہلے جو تین طلاق کے بعد رجوع کرلیا کرتے تھے وہ اس حدیث سے منسوخ ہے پس یہ حدیث مذکور محدث ابن کثیر وابن جریر دونوں کے نزدیک صحیح ہے جیسا کہ مستدرک حاکم میں صحیح لکھا ہے اور قابل اعتماد ہے اور امام رازی کی تحقیق بھی یہی ہے۔ (شرفیہ بر فتاوئ ثنائیہ ۲/۲۱۷)

o...... اور وھابی محدث ابن حزم ظاہری لکھتے ہیں

”فان طلقها فلا تحل له من بعد حتی تنکح زوجاً غیره

کا مطلب یہ ہے کہ طلاقیں تین ہی واقع ہوں گی، خواہ یکبارگی دے یا علیحدہ علیحدہ"۔ (المحلی ۹/۳۹۴)

اب نجدی حکیم بتائے! کہ تین طلاقوں کے بعد مرد سے نکاح ثانی اور رجوع کا حق ہم نے چھینا ہے یا ان وھابی محققوں کے بقول قرآن مجید اور صحابہ کرام تابعین، مجتہدین اور ائمہ مسلمین کا یہ اجماعی موقف ہے۔ بولیئے قرآن مجید اور امت مسلمہ کا یہ موقف غلط ہے یا آپ کے وھابی بزرگوں نے جھوٹ بولا ہے۔

ع بول کہ لب آزاد ہیں تیرے

شیطانی قیاس

وھابی پارٹی دن رات احناف کی عداوت میں یہ ڈھنڈورا پیٹتی ہے کہ یہ لوگ قرآن وحدیث کے خلاف قیاس کرتے ہیں اور اپنے قیاس اور عقل سے قرآن وحدیث کو رد کرتے ہیں، بحمدہ تعالیٰ احناف تو اس ناپاک الزام سے بری الذمہ ہیں۔ لیکن خدا جانے نجدی ملاؤں کو یہ شیطانی فعل کس طرح نصیب ہوگیا...... اس کی ایک جھلک ملاحظہ ہو..... نجدی حکیم لکھتے ہیں "شریعت نے ایک وقت میں ایک طلاق کا ہی اختیار دیا ہے نہ کہ تین کا۔ جس طرح تین روزے ایک وقت میں رکھنے کا اختیار نہیں ہے" (ص ۵)

قرآن وحدیث کے مقابلے میں نجدی ملاں کے اس شیطانی قیاس کا کیا محل ہے؟ روزہ تو صبح سے شام تک ہی مکمل ہوتا ہے جیسا کہ حکم قرآنی ہے و اتموا الصیام الی اللیل (البقرہ) تو کیا روزے کی طرح طلاق بھی اسی قدر طوالت رکھتی ہے کہ اس کا وقت ابتداء نکاح سے اختتام نکاح تک ہوتا ہے، کیا روزے کی طرح طلاق کے مسئلہ میں بھی قرآن وحدیث کی کوئی ایسی تصریح موجود ہے؟ دیکھیں! کس قدر بے وقوفی، خردماغی اور ابلیسی فکر ہے نجدی محققین کی!

حدیث مسلم کی حقیقت

یہاں تک حکیم صاحب صرف قیاس آرائیوں سے ہی اپنی جاہل عوام کو دھوکہ دیتے رہے، لیکن کچھ ہوش ٹھکانے آئے تو وہی حدیث مسلم (کہ دور رسالت، صدیق اکبر کی خلافت کے زمانے میں اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے ابتدائی دو سالوں میں تین طلاقوں کو ایک سمجھا جاتا تھا) دوبارہ لکھ دی جس کے متعلق سابقہ مضمون میں ان کے محدث مولوی شرف الدین دہلوی نے کم از کم دس اعتراضات وارد کیئے تھے۔ نجدی حکیم میں اگر حق ودیانت کی کوئی رمق ہوتی تو وہ پہلے ان دس سوالات کے جوابات لکھتے پھر کسی اور بات کو حیطہ تحریر میں لاتے...... لیکن حکیم صاحب نے بغیر کسی سوال کا جواب دیئے اس روایت کو اپنے اس چار ورقی مضمون میں تقریباً پانچ مرتبہ نقل کیا ہے۔ حدیث مذکور پر دس اعتراضات کے ہوتے ہوئے مولوی صاحب کا اسے ایک ہی مضمون میں پانچ مرتبہ بغیر کسی اعتراض کا جواب دیئے لکھنا، کیا یہ ان کے بے وقوف، کج فہم، دل ودماغ اور فکر وشعور سے عاری ہونے کی واضح علامت نہیں ہے؟ لیجئے وھابی بزرگ کے وہ دس اعتراضات اختصار کے ساتھ حاضر خدمت ہیں:

۱...... اس حدیث میں ایک لفظ بھی ایسا نہیں جس سے واضح ہوتا ہو کہ ایک وقت کی تین طلاقیں ایک کے حکم میں ہیں۔

۲...... اور اس بات کی بھی وضاحت نہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے تین طلاقوں کو ایک طلاق قرار دیا ہے

۳...... محدثین نے اس حدیث پر اعتراضات کیئے ہیں (یعنی اسے صحیح تسلیم نہیں کیا)

۴...... یہ روایت ایسی ہی ہے جیسی مسلم کی دوسری روایت ہے کہ ہم حضور ﷺ کے دور میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کے دور میں متعہ کرتے تھے اگر تین طلاقیں ایک ہے تو پھر متعہ کو بھی جائز کہنا پڑے گا کیونکہ الفاظ دونوں روایتوں کے ایک ہی ہیں۔

۵...... اس سے ثابت ہوا کہ تین طلاقوں کو ایک کہنا یا عورتوں سے متعہ کرنا یہ ان لوگوں کا عمل تھا جنہیں ابھی اصل مسئلہ کا علم نہ تھا۔ جب یہ مسئلہ دور فاروقی میں عام ہوا تو آپ نے اس سے منع فرمادیا۔

۶...... ابن عباس کی روایت پر محدثین نے اور بھی کئی وجوہ سے کلام کیا ہے۔

۷...... اسے امام حازمی، امام ابن جریر، امام ابن کثیر ودیگر محدثین نے کتاب وسنت صحیحہ، اجماع صحابہ اور ائمہ محدثین کے خلاف ہونے کی وجہ سے ناقابل حجت قرار دیا ہے۔

۸...... امام حازمی نے کتاب **الاعتبار فی بیان الناسخ و المنسوخ من الاثار** میں اسے منسوخ کہا ہے۔

۹...... محدثین نے مسلم کی حدیث مذکورہ کو شاذ بھی بتایا ہے۔

۱۰...... اس روایت کو محدثین نے مضطرب بھی کہا ہے۔ (جو کہ دریں باب حجت نہیں ہوتی) ملاحظہ ہو۔ (فتاوی ثنائیہ ۲/ ۲۱۷)

تلک عشرہ کاملة

نجدی حکیم کی خردماغی

نجدی حکیم لکھتے ہیں ”کہ احناف بھی اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ یکبارگی طلاق دینا بدعت، حرام اور گناہ ہے اور حضرت عمر فاروق ایسے شخص کو کوڑے لگاتے اور ایسے شخص سے حضور اکرم ﷺ بھی سخت ناراض ہوتے کہ جس نے اپنی بیوی کو یکبارگی تین طلاقوں دی ہوتیں“۔ نجدی صاحب نے احناف کے حوالہ جات کو ”اعتراف حق“ کا عنوان دے کر لکھا اور لگے بغلیں بجانے کہ دیکھو حرام اور گناہ کہنے سے اس بات کو تسلیم کرلینا لازم آتا ہے کہ حرام فعل کے وقوع کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ نادانو! زنا کرنا حرام ہے کیا زنا کاری کا اثر ظاہر نہیں ہوتا۔ جس نے زنا کیا ہوگا کیا شرعاً ایسے آدمی کو

چھوڑ دیا جائے گا اور اس پر شرعی احکام مرتب نہیں ہوں گے؟

عام طور پر وھابیوں کی مساجد میں زناکاری اور لونڈے بازی کے کارنامے سننے کو آتے ہیں کیا وھابی پارٹی ایسے اماموں، خطیبوں اور نوجوانوں کو سینے لگائے رکھتی ہے؟ کہ چونکہ یہ فعل حرام اور گناہ تھا۔ لہذا اس کا کوئی اثر مرتب نہیں ہوگا اور اسے سات خون معاف کردیئے جاتے ہیں۔ یا انہیں ان کے ذمہ داریوں سے معزول کردیا جاتا ہے؟

ظالمو! کسی کام کا گناہ اور حرام ہونا الگ چیز ہے اور اس کے اس فعل بد کی وجہ سے اس پر کسی حکم کا جاری ہونا چیزے دگر ...... یہ وھابیوں کی ہی شان ہے کہ طلاق ثلاثہ جیسا گناہ کرنے والوں کو یہ سینے لگاتے ہیں، اسے ایک طلاق کے واقع ہونے کے فتوؤں کا لالچ دے کر وھابی بننے کی دعوت دیتے ہیں، اس کے فعل پر کوئی حکم جاری نہیں کرتے ...... جبکہ نجدی حکیم نے خود تسلیم کرلیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ ایسے آدمی پر سخت ناراض ہوتے، بلکہ حضرت فاروق اعظم تو ایسے آدمی کو کوڑے بھی لگاتے تھے اور وھابی ایسے آدمی سے خوش ہوجاتے ہیں کہ چلو ایک شکار اور پھنسا۔ ان سے ذرا بھی ناراضگی اور ناخوشی کا اظہار نہیں کرتے کیونکہ لوگوں کو پھانسنے کے چکر میں جو ہوئے ...... ظاہر ہے بلی کو خواب میں چھچھڑے ہی نظر آتے ہیں اور وھابیوں کو کسی طریقے سے سادہ لوح عوام کو گمراہ کرنے کے مواقع چاہئیں۔

حقیقت یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے سخت ناراضگی اور برہمی کے باوجود طلاق ثلاثہ کو ایک قرار نہیں دیا ...... اور نہ ہی اہلسنت احناف نے ایسے لوگوں کو شاباش دی ہے، جب کہ وھابی ملاوؤں کو نہ حضرت رسول اکرم ﷺ کے عمل سے کوئی سروکار ہے اور نہ ہی عمل فاروقی سے کوئی نسبت، یہ تینوں طلاقیں دینے والوں کی حوصلہ افزائی بھی کرتے ہیں اور ان کو وھابی بن جانے کی

دعوت بھی دیتے ہے۔ ان کا نہ حدیث سے تعلق ہے اور نہ ہی عمل صحابی سے۔ گویا:

ع نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے

بدعت کو قبول کس نے کیا

نجدی حکیم لکھتے ہیں: ''حیرانگی ہے کہ جس بات کو حرام، گناہ اور بدعت کہتے ہیں ثابت بھی کتاب وسنت سے کرتے ہیں حالانکہ یہ معمولی عقل والا انسان بھی سمجھتا ہے کہ حرام، گناہ اور بدعت وہ ہی کام ہوتا ہے جس کا کتاب وسنت میں ثبوت نہ ہو''۔ (ص ٦)

جی ہاں! معمولی عقل والا انسان تو سمجھتا ہے لیکن ہمارے نزدیک وھابیوں کے پاس تو معمولی عقل بھی نہیں ہیں۔ اسی لئے تو نجدی صاحب، حقیقت کو نہیں سمجھ سکے، ہم قرآن وسنت سے حرام اور گناہ کو ثابت نہیں کرتے، بلکہ اس پر حکم جاری کرتے ہیں۔ کیا وھابی ملاں جس کام کو بدعت، حرام اور گناہ کہتے ہیں۔ اس پر قرآن وسنت کی بجائے اپنے گرو شیطان کا حکم جاری کرتے ہیں؟۔ کسی بھی غلط کام پر قرآن وسنت سے ہی حکم جاری ہوتا ہے، جسے معمولی عقل والا انسان بھی سمجھتا ہے لیکن وھابیوں کو اس معمولی عقل سے بھی محرومی نصیب ہوئی۔ اس میں ہمارا قصور کیا ہے۔ کیونکہ:

ع عقل نہ ہووے تے موجاں ایں موجاں

اقبال جرم

نجدی حکیم کی بددماغی ملاحظہ ہو کہ: احناف نے اگر لکھ دیا کہ اکٹھی تینوں طلاقیں دینا گناہ، بدعت اور حرام ہے تو ''اعتراف حق'' کے عنوان پر چند حوالہ جات کو لکھ کر بغلیں بجانے لگے کہ دیکھو احناف نے بھی تسلیم کرلیا ہے کہ ایک وقت میں تین طلاقیں دینا گناہ ہے...... تو ساتھ ہی فرمانے لگے بدعت تو مردود ہوتی ہے تو انہیں رد کرنے کی بجائے نافذ کیوں کرتے ہو...... لیکن:

دروغ را فروغ نیست اور دروغ گورا حافظہ نباشد

کے مصداق خود ہی لکھ گئے کہ: ''سب سے بدترین صورت ایک ہی دفعہ تین طلاقیں دینے کی ہے۔ تین طلاقیں ایک ہی دفعہ دے دینا سخت گناہ ہے اور معصیت ہے اس کو حدیث میں دین کا مذاق اڑانے کی مانند قرار دیا گیا ہے...... یہی بات اہلحدیث کہتے ہیں۔ (ص ٦)

حکیم صاحب! لائق صد مذمت یہ چیز ہے کہ احناف اگر طلاق ثلاثہ کو حرام اور معصیت قرار دے کر اس کا حکم قرآن وحدیث سے ثابت کر کے ایسے شخص کو ڈانٹ بھی پلائیں اور اس کے نکاح کے ختم ہونے کا فیصلہ دیکر دین سے مذاق کرنے کی سزا بھی دے دیں۔ تو وہ پھر بھی قابل گردن زدنی ہی قرار پائیں...... لیکن اگر تم اسے گناہ، حرام، معصیت، بدعت اور دین سے مذاق بھی سمجھو، اور پھر تین طلاقیں دینے والے کی یوں حوصلہ افزائی بھی کرو کہ اسے وھابی مذہب اپنانے کی دعوت بھی دیتے ہو اور تین طلاقوں کو ایک بھی قرار دیتے ہو۔ کیا تم سے بڑھ کر بھی دین کی غدار، اسلام کی مخالف اور قرآن وحدیث کی دشمن قوم کہیں ہو سکتی ہے؟

ے اب اپنے ہی عناد کو شعلوں میں آپ جل
کس نے تجھے کہا تھا کہ جلتی پہ تیل ڈال

بڑے افسوس کی بات ہے کہ ہمیں بدعت کو رد کرنے کا مشورہ دیا جاتا ہے لیکن اپنا حال یہ ہے کہ تین طلاقیں دینا بدعت ہے تو بجائے تینوں کو رد کرنے کے دو طلاقوں کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اور بڑی دیدہ دلیری سے ایک طلاق کو لے لیا جاتا ہے۔ آخر کیا وجہ ہے کہ وھابی اس بدعت کو مکمل طور پر کیوں نہیں چھوڑ دیتے، اگر ایک حصہ قبول ہے تو باقی دو حصے کیوں مضر ہیں...... لیکن وھابی بدعت کو چھوڑ کر تنہا گزارا کیسے کریں گے یہی تو وھابی مذہب کی بنیاد ہے۔ گویا:

ع چھٹتی نہیں ہے ظالم یہ منہ کو لگی ہوئی

تضاد کس کا؟

نجدی محقق نے ہمارا تضاد بھی ثابت کرنے کی سعی لاحاصل کی ہے کہ "اگر احناف کے بقول طلاق ثلاثہ کتاب وسنت سے ثابت ہیں تو پھر ماننا پڑے گا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا کوڑے مارنا اور گناہ وحرام والا فتویٰ کتاب سنت کے خلاف ہے (ص ۶) عقل وخرد سے عاری شخص کسی تضاد کی حقیقت کو کیا جانے، ہم نے وضاحت کے ساتھ عرض کردیا ہے۔ کہ ہم طلاق ثلاثہ کا حکم قرآن وسنت سے ثابت کرتے ہیں اور اس عمل کو گناہ سمجھتے ہیں۔ اسی لئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایسے آدمی کو کوڑے مارتے تھے، اس میں کوئی تضاد نہیں..... تضاد تو ان لوگوں کا ہے جو ایسے لوگوں سے خوش بھی ہوتے ہیں اور انہیں اپنے مذہب میں داخل ہونے کی دعوت بھی دیتے ہیں، طلاق ثلاثہ کو بدعت بھی کہتے ہیں اور اس کا ایک حصہ قبول بھی کر لیتے ہیں گویا:

ے شیشے کے گھر میں بیٹھ کر پتھر ہیں پھینکتے
دیوار آہنی پہ حماقت تو دیکھئے

وھابیوں کا مسلک یھودیوں اورشیعوں کا چربہ ھے

ہم نے سابقہ مضمون میں لکھا تھا کہ تین طلاقوں کو غیر موثر ماننا یہودیوں کا طریقہ تھا ان سے یہ مذہب شیعوں نے لیا اور پھر یہ "سعادت" وھابیوں کے حصے میں آئی۔ نجدی نیم حکیم اس پر سخت آگ بگولہ ہوئے ہیں، لکھتے ہیں "مجددی صاحب کا اہل حدیث کو یہودیوں کے ساتھ ملانا ظلم اور زیادتی ہے اسی طرح شیعہ کے ساتھ ملانا بھی ظلم عظیم اور زیادتی سے کم نہیں ہے معلوم ہوتا ہے ہمیں شیعہ مذہب کا بھی علم نہیں ہے۔ اس لئے کہ شیعہ تین میں سے ایک بھی تسلیم نہیں کرتے۔ (ص ۶) اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے مجددی صاحب کو شیعوں کے مذہب کا بھی بخوبی علم ہے اور وھابی، نقلی

بلکہ انگریزی اہلحدیثوں کی حقیقت سے بھی پورے طور پر آگاہ ہیں۔ دیکھئے یہودیوں کا موقف امام اللالکائی نے کتاب السنہ (۱۴۶۲/۸ حدیث :۲۸۲۳، طبع دار طیبہ الریاض) پر نقل کیا ہے۔ اور الفروع من الکافی ۶/۷۱ پر شیعوں کا یہ مذہب لکھا ہے کہ اگر کوئی آدمی اپنی بیوی کو ایک مجلس میں یا متعدد مجالس میں تین طلاقیں دے تو صرف ایک طلاق ہی واقع ہوتی ہے۔

دور کیوں جائیں ہم جھوٹے کو گھر اس کے تک پہنچانے کیلئے اس کے بزرگ کا حوالہ پیش کئے دیتے ہیں تاکہ ان انگریزی اہل حدیثوں پر "ظلم عظیم" بھی وہی ڈھائیں اور ان سے "زیادتی" بھی وہی فرمائیں۔ ملاحظہ ہو مولانا شرف الدین دہلوی لکھتے ہیں "نواب صدیق حسن خان مرحوم نے اتحاف النبلاء میں جہاں شیخ الاسلام کے متفردات مسائل لکھے ہیں۔ اس فہرست میں طلاق ثلاثہ کا مسئلہ بھی لکھا ہے اور لکھا ہے کہ جب شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے تین طلاق کی ایک مجلس میں ایک طلاق ہونے کا فتویٰ دیا تو بہت شور ہوا شیخ الاسلام اور ان کے شاگرد ابن قیم پر مصائب برپا ہوئے، ان کو اونٹ پر سوار کرکے درے مار مار کر شہر میں پھیرا کر توہین کی گئی۔ قید کئے گئے۔ اس لئے کہ اس وقت یہ مسئلہ علامت روافض کی تھی۔ (فتاویٰ ثنائیہ ۲/۲۱۹)

لیجئے! خود آپ کے بزرگ نے بتادیا ہے کہ یہ مسئلہ رافضیوں کی پہچان تھا، مسلمانوں کی نہیں۔ لیکن اب یہ وھابیوں کی پہچان بن چکا ہے گویا:

تشابهت قلوبهم

لہذا یہ کہنا درست ہے کہ وھابی مذہب یہودیوں، شیعوں اور رافضیوں کا چربہ ہے لہذا

ے شیعہ ہوئے جو آپ تو میرا قصور ہے کیا
جو کچھ کیا تم نے کیا بے خطا ہوں میں

طلاق ثلاثہ کو ایک قرار دینے کے مسلک کی تاریخ

نجدی صاحب اس بات پر بھی سخت نالاں ہوئے ہیں کہ ہم نے ان کے مذہب کو آٹھویں صدی کا مذہب کیوں قرار دیا ہے۔ یہ مذہب تو دور نبوت اور دور صحابہ سے چلا آ رہا ہے۔ اس کے ثبوت میں وہ درج ذیل دلائل تلاش کر لائے ہیں

o...... پہلے نمبر پر حدیث مسلم کو پیش کیا (جس کی حقیقت واضح ہو چکی ہے)

o...... دوسرے نمبر پر کہتے ہیں کہ علامہ عینی اور علامہ طحاوی نے لکھا ہے کہ تین طلاقوں کو ایک قرار دینا طاؤس، ابن اسحاق، حجاج بن ارطاہ، نخعی، ابن مقاتل اور اہل ظاہر کا مسلک ہے

o...... علامہ لکھنوی نے کہا ہے کہ یہ قول بعض صحابہ، داؤ ظاہری اور ان کے پیروکاروں کا، امام مالک کے دو قولوں سے ایک قول اور امام احمد بن حنبل کے بعض اصحاب کا قول ہے

o...... شبلی نعمانی نے اس مذہب کو حضرت عمر کے اولیات میں شمار کیا ہے پھر لکھا ہے کہ جن صحابہ کرام نے اختلاف کیا وہی حق پر ہیں۔ (ص ۷)

اور ہمیں طعنہ زنی کرتے ہوئے لب کشا ہوتے ہیں " کہ جس آدمی کو اپنے مسلک کا بھی علم نہیں وہ علمی موضوع پر قلم اٹھا رہا ہے"۔ (ص ۶)

اس جاہل اور حق ناشناس نیم حکیم کو ہمارا کھلا چیلنج ہے کہ وہ کسی مستند، معتبر اور قابل اعتماد کتاب یا کسی ثقہ محدث سے احناف کا موقف ثابت کریں کہ احناف تین طلاقوں کو ایک کہتے ہیں۔ لعنة الله على الكاذبين

علامہ عینی اور امام طحاوی و دیگر محدثین نے ایک وقت کی تین طلاقوں کو تین قرار دے کر اس کے مخالف مذہب کا دلائل کے ساتھ انہیں صفحات پر جو رد کیا ہے، آخر کیا وجہ ہے کہ حکیم صاحب کی آنکھیں اسے دیکھنے سے کیوں چندھیا گئی ہیں

ع کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

نیز جس نجدی نیم ملاں کو فریق مخالف کے موقف کا ہی علم نہیں اور اپنے اکابر کی تحقیق سے بھی نابلد ہے وہ کسی علمی، تحقیقی اور اجماعی مسئلہ پر قلم اٹھائے تو قیامت کی نشانی نہیں تو کیا ہے؟ اور بے سند باتوں سے اپنے خود ساختہ مذہب کو سہارا دینا دیوانگی نہیں تو کیا ہے؟۔

کیونکہ شارحین کا طریقہ ہے کہ وہ مسائل میں مختلف اقوال نقل کر کے پھر مسلمانوں کے اجماعی ثقہ اور درست موقف کی ترجیح بیان کرتے ہیں، علامہ عینی، علامہ طحاوی اور علامہ لکھنوی نے پہلے چند شاذ اور نا قابل قبول چند اقوال درج کر کے بعد میں اپنا فیصلہ لکھا ہے کہ جمہور اہل اسلام کا ابتدائے اسلام سے آج تک یہی موقف رہا ہے کہ یکبارگی کی تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں، تم نے اپنا جھوٹ ثابت کرنے کے لئے ان کے فیصلوں کو "شیر مادر" یا مسجد کا "چندہ" سمجھ کر کیوں ہڑپ کیا ہے؟

یہاں چند محدثین کے فیصلے ملاحظہ ہوں!

امام نووی شافعی کا فیصلہ

وھابی حضرات امام نووی کو بڑی محبت سے چومتے چاٹتے ہیں...... جب کہ آپ فرماتے ہیں امام شافعی، امام مالک، امام ابوحنیفہ اور قدیم وجدید جمہور علماء کے نزدیک (یکبارگی دی گئیں) تینوں طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں۔ (شرح مسلم ۱/۴۸۷)

علامہ ابن قدامہ حنبلی کا فیصلہ

جس شخص نے بیک وقت تین طلاقیں دیں وہ واقع ہو جائیں گی۔ خواہ دخول سے پہلے دی ہوں یا دخول کے بعد۔ حضرت ابن عباس، حضرت ابو ہریرہ، حضرت ابن عمر، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت ابن مسعود اور حضرت انس کا یہی نظریہ ہے اور بعد کے تابعین اور ائمہ کا بھی یہی موقف ہے۔ (المغنی)

قاضی ابن رشد مالکی کا فیصلہ

جمہور فقہاء کا یہی موقف ہے کہ بیک وقت دی گئیں تین طلاقوں سے تین ہی واقع ہوجاتی ہیں۔ (بدایۃ المجتہد ۲/۴۶)

علامہ زحیلی کا فیصلہ

شوافع، حنابلہ، ابوثور اور داؤد ظاہری کے نزدیک تین طلاقیں دینا درست ہے۔ (الفقہ الاسلامی وادلتہ ۷/۴۰۲)

چاروں مذہب کے فقہاء اور ظاہریہ (غیر مقلدین کے قدیم پیشوا) نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ آدمی جب اپنی بیوی سے جس کی ابھی رخصتی نہیں ہوئی، کہے کہ تجھے تین طلاق، تو تینوں واقع ہوجائیں گی۔ جیسا کہ اگر اس بیوی سے کہے کہ جس کی رخصتی ہوچکی ہو، (تو اسے بھی تینوں طلاقیں ہوجائیں گی)۔ (الفقہ السلامی وادلتہ ۷/۳۹۱)

علامہ عینی حنفی کا فیصلہ

جمہور علماء، تابعین اور ان کے بعد کے علماء کہ جن میں امام اوزاعی، امام ابراہیم نخعی، امام سفیان ثوری، امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب، امام مالک اور ان کے اصحاب، امام شافعی اور ان کے اصحاب، امام احمد بن حنبل اور ان کے اصحاب، امام اسحاق، امام ابوثور، امام ابوعبید اور دیگر کثیر در کثیر علماء وائمہ دین وفقہاء ہیں، ان سب کا مذہب یہ ہے کہ جس نے اپنی بیوی کو تینوں طلاقیں دے دیں، تو یہ تینوں واقع ہو جائیں گی، لیکن طلاق دینے والا گنہگار ہوگا، (جب کہ امام شافعی اور کچھ دیگر علماء کے نزدیک گنہگار بھی نہ ہوگا) انہوں نے کہا ہے کہ جس نے اس مسئلہ میں مخالفت کی وہ اہل سنت کا مخالف اور شاذ (تمام امت سے الگ) ہے اور اس مخالف قول کے ساتھ صرف بدمذہب (بدعتی) اور ایسے لوگ چمٹے ہوئے ہیں جو بالکل لائق التفات نہیں، کیونکہ وہ اہل اسلام کی اس جماعت سے الگ ہونے پر کمربستہ ہیں۔ جن کا کتاب

وسنت کی تحریف ومخالف پر متفق ہونا محال ہے۔ (عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ۲۰/۲۳۳)

وھابیوں کے اکابر کے فیصلے

ابن حزم ظاہری لکھتے ہیں: مرد کا عورت کو ایسے طہر میں طلاق دینا جس میں اس نے اس سے قربت نہ کی ہو، وہ طلاق لازم یعنی موثر ہے چاہے ایک طلاق دے، دو اکٹھی دے یا تینوں اکٹھی دے دے۔ (المحلی ۹/۳۹۶)

o...... شرف الدین دھلوی لکھتے ہیں ''اصل بات یہ ہے کہ صحابہ وتابعین سے لے کر سات سو سال تک کے سلف صالحین صحابہ وتابعین ومحدثین سے تو تین طلاق کا ایک مجلس میں واحد شمار ہونا تو ثابت نہیں۔

من ادعی فعلیہ البیان بالبرھان ودونہ خرط القتاد

(آگے متعدد کتابوں کے نام لکھے ہیں جن میں موجود ہے کہ تمام امت کا متفقہ فیصلہ ہے کہ ایک مجلس کی تین طلاقیں واقع ہوجاتی ہیں۔

مزید فرماتے ہیں: اصل بات یہ ہے کہ مجیب مرحوم (مولوی ثناء اللہ امرتسری) نے جو لکھا ہے کہ تین طلاق مجلس واحد کی محدثین کے نزدیک ایک کے حکم میں ہیں۔ یہ مسلک صحابہ، تابعین وتبع تابعین وغیرہ محدثین وائمہ متقدمین کا نہیں ہے، یہ مسلک سات سو سال کے بعد کے محدثین کا ہے جو شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے فتوے کے پابند اور معتقد ہیں۔ یہ فتویٰ شیخ الاسلام نے ساتویں صدی ہجری کے اخیر یا اوائل آٹھویں میں دیا تھا۔ تو اس وقت کے علمائے اسلام نے ان کی سخت مخالفت کی تھی۔ (فتاویٰ ثنائیہ ۲/۲۲۰)

o...... نواب صدیق حسن خان لکھتے ہیں: امام شمس الدین ذہبی باوجود شیخ الاسلام کے شاگرد اور معتقد ہونے کے اس مسئلہ میں سخت مخالف ہیں۔

(التاج المکلل ص ۳۸۸، ۳۸۹ بحوالہ مذکورہ)

o...... وھابی مجتہد مولوی عبداللہ روپڑی لکھتے ہیں ایک مجلس کی تین طلاق میں بہت

اہلحدیث بخاری وغیرہ کے خلاف ہیں۔ (فتاویٰ اہلحدیث ۱/۷)

بلکہ تقریباً سارے ہی وھابی اس مسئلہ میں امام بخاری کے خلاف ہیں۔ کسی سے اختلاف کرنے کی اجازت تو فقط اہل سنت کو نہیں ہے۔ خود صحابہ، ائمہ محدثین بلکہ آقائے دوجہاں حضور ﷺ رحمۃ اللعالمین سے بھی اختلاف کرلیں تو ان کا کچھ نہیں بگڑتا۔

قارئین کرام! دلائل مذکورہ سے روز روشن سے زیادہ واضح ہوگیا کہ تین طلاقوں کو ایک قرار دینا دور نبوت سے لے کر آج تک کسی صحابی، تابعی، تبع تابعی، مجتہد امام، محدث اور جمہور علماء میں سے کسی کا مذہب نہیں رہا بلکہ یہ ابن تیمیہ کے مقلدین کا کارنامہ ہے۔ اور آٹھویں صدی کا مذہب ہے۔

سعودی وھابیوں کا فیصلہ

بلکہ اس مسئلہ میں تو وھابیوں کے سعودی ''پالنہاروں'' نے بھی ان کا ساتھ چھوڑ دیا ہے: سلطان عبدالعزیز کے حکم سے لکھی جانے والی کتاب ''الهدية السنية'' (جس کا مصنف سلیمان بن سحمان نجدی ہے اور اس کا ترجمہ ہندوستانی نجدی اسماعیل غزنوی نے (تحفہ وھابیہ کے نام سے کیا ہے)

اس میں لکھا ہے:

''چند مسائل میں ہماری ان سے (یعنی ابن تیمیہ اور ابن قیم سے)، مخالفت سب کو معلوم ہے، مثلاً طلاق ثلاثہ مجلس واحد میں بلفظ واحد، ہم تین کہتے ہیں، جس طرح ائمہ اربعہ فرماتے ہیں۔ (تحفہ وھابیہ ص۷۳،۷۲)

o...... علامہ زحیلی نے بھی لکھا ہے کہ ریاض (سعودی عرب) کی فتوی جاری کرنے والی کمیٹی نے بھی تین طلاقوں کو تین قرار دینے والے موقف کو اکثریت کے ساتھ قبول کرلیا ہے۔ (الفقہ الاسلامی وادلتہ ۷/۴۰۷)

ابن تیمیہ کو کوڑے کیوں پڑے؟

ابن تیمیہ اور ابن قیم نے جب مسلمانوں کے اس اجماعی موقف کی مخالفت اور شیعوں کی حمایت میں تین طلاقوں کو ایک قرار دیا تو انہیں کوڑے پڑے۔ ذلت اٹھانی پڑی اور قید کئے گئے۔ نجدی ملاں فرماتے ہیں: ''اس لئے نہیں کہ انہوں نے یہ مسئلہ غلط بیان کیا تھا بلکہ ان کو حق بیان کرنے کی سزادی گئی تھی اور یہ ہمیشہ سے ہی چلا آتا ہے''۔ (ص۷)

اگر یہ ہی حقیقت ہے کہ ابن تیمیہ اور ابن قیم نے حق بیان کیا تھا تو کیا دور نبوت سے لے کر اب تک تمام صحابہ، تابعین، تبع تابعین، ائمہ اربعہ مجتہدین، محدثین اور جمہور اہل اسلام کا موقف باطل، غلط اور قرآن وسنت کے خلاف تھا؟ معاذ اللہ

اگر جملہ اکابرین اسلام کے مخالف، حق بیان کرنے کی سعادت نصیب ہوئی ہے تو فقط وھابیوں کے ان خارجیت پرست، بزرگوں کو حاصل ہوئی ہے۔

اہل حق کو ظلم وستم کا نشانہ بنایا جانا کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔ لیکن وہ کیسا حق ہے جو سات صدیوں بعد نمودار ہوا...... اور جس کی خبر نہ حضور اکرم ﷺ کو ہوسکی نہ صحابہ وتابعین اور ائمہ مجتہدین ومحدثین کو ہوئی۔

ظاہر ہے سات صدیوں بعد والا خود ساختہ حق ظاہر کرنے والوں کا یہی حشر ہونا چاہیے اور اس گمراہی، بے دینی اور ابلیسی فکر کو ''حق'' کا نام دینا اور گھر گھر زنا خانے بنانا وھابیوں ہی کے دل گردے کا کام ہے...... حق کو دبانے اور اسلام کو مٹانے والوں نے ہمیشہ یہی کہا ہے کہ ہم نے حق بیان کیا ہے اگر یہ حق بیانی ہے تو کل کلاں شیطان بھی اٹھ کھڑا ہوگا کہ مجھے جو بارگاہ خداوندی سے پھٹکار پڑی تھی وہ بھی حق ہی بیان کرنے کی سزا تھی...... مدینہ کے منافق بھی یہی کہیں گے کہ ہمیں جو رسوائی کا سامنا کرنا پڑا تھا وہ حق بیان کرنے کی سزا تھی۔ یوں تو پھر کوئی بھی باطل

پرست مطعون نہیں کیا جاسکے گا۔ نجدی حکیم، باطل پرستوں کے مشکور ہیں کہ ان سے انہیں ایک اچھا ''گر'' مل گیا ہے اور نجدی ملاں بھی لائق مبارک باد ہیں کہ انہوں نے باطل پرستوں کی حمایت میں خوب محنت فرمائی ہے۔

حضرت فاروق اعظم اور دیگر صحابہ کرام کی توہین

قارئین کرام! وھابی حضرات اکثر اوقات اپنے مخالفین سے صحابہ کرام کے حوالہ جات بھی طلب کرتے ہیں اور اپنی کتابوں میں بسا اوقات درج بھی کر دیتے ہیں جو ان کی وقتی ضرورت اور موقع محل کی مناسبت کے اعتبار سے ہوتا ہے۔ ورنہ وھابی مذہب میں صحابہ کرام کی کسی بات کو کوئی اہمیت اور وقعت حاصل نہیں ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے تو وھابیوں کو کوئی خاص عداوت ہے ...... جس کے کئی چند شواہد موجود ہیں۔ دریں مسئلہ بھی وھابی مولوی کھلے بندوں یہ کہہ دیتے ہیں کہ تین طلاقوں کو ایک قرار دینا حضرت عمر کا اپنا اجتہاد تھا ہم اس کے پابند نہیں ہیں۔

جیسا کہ اس نجدی حکیم نے بھی لکھا ہے ''کہ یہ عمر کا اپنا اجتہاد تھا'' (ص ۸)

دیکھا آپ نے! وھابی مولوی نے کس عامیانہ لہجے میں آپ کا نام لیا ہے...... ''عمر کا اجتہاد'' جیسے کوئی چھوٹا بھائی یا ہم عمر ہوتا ہے۔

o...... ایک اور وھابی صاحب لکھتے ہیں: کہ بیک وقت تین طلاقیں جاری کرنے کا حکم اور فیصلہ ان (حضرت عمر) کا رسول اللہ ﷺ کے حکم اور فیصلے کے خلاف ہے اس لئے ہم اسے نہیں مانتے۔ (ایک گالی نامہ ص ۴۱)

o...... مولوی محمد جونا گڑھی تو کسر ہی نکال دی ہے ...... لکھتے ہیں، پس آؤ سنو! بہت سے صاف صاف موٹے موٹے مسائل ایسے ہیں کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ان میں غلطی کی ...... موٹے موٹے مسائل میں جو روزمرہ کے ہیں دلائل شرعیہ آپ سے مخفی رہے ...... (طریق محمدی ص ۷۸،۷۹)

ایک طرف وھابیوں کا حضرت عمر کے اجتہاد کا انکار کرنا اور انہیں دین کے موٹے موٹے مسائل شرعیہ سے بھی بے خبر کہنا ...... اور دوسری طرف اس نجدی حکیم کا یہ کہنا کہ ''دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجتہاد زیادہ صحیح تھا'' (ص ۸)

وھابیوں کی دوغلہ پالیسی اور دورنگی چال کا غماز نہیں ہے۔ جبکہ نجدی حکیم نے خود لکھا ہے کہ

''یہ قانون بھی متفقہ ہے کہ موقوف روایات (صحابہ کی باتیں) اگرچہ صحیح ہوں پھر بھی شرعی دلیل نہیں بن سکتی'' (تحقیقی جائزہ حصہ اول ص ۲)

o...... اور وھابی پیشوا نواب نور الحسن خاں نے لکھا ''واجتہاد صحابہ بر احدے از امت حجت نباشد'' (عرف الجادی ص ۲۰۷)

صحابہ کا اجتہاد امت میں کسی پر بھی حجت نہیں ہے۔

جب وھابی دھرم میں صحابہ کے اقوال واجتہاد کی کوئی اہمیت ہی نہیں تو دوسرے صحابہ کا اجتہاد درست ہو یا حضرت عمر کا، اس سے وھابیوں کو کوئی فائدہ نہیں ہوگا ...... لہذا وھابی حضرات دریں مسئلہ اور دیگر تمام مسائل میں صحیح، صریح، مرفوع اور غیر مجروح حدیث ہی پیش کریں۔

لیکن یہاں بھی ان کی دال نہیں گلے گی کیونکہ نجدی دھرم میں تو حضور اکرم ﷺ کی رائے بھی شریعت، حجت اور قابل قبول نہیں ہے۔ ملاحظہ ہو! (تقویۃ الایمان ص ۶۹، طریق محمدی ص ۵۷)

حدیث مسلم کو شاذ اور مضطرب قرار دینے پر نجدی حکیم کا اضطراب

سابقہ مضمون میں وھابی محدث کے حوالے سے حدیث مسلم کو شاذ اور مضطرب بھی لکھا گیا تھا۔ جس کا جواب اصول محدثین اور ائمہ جرح وتعدیل کے اقوال

کی روشنی میں جب نجدی حکیم سے کچھ نہ بن پڑا تو انہوں نے ہم پر سوالات کی بوچھاڑ کر دی ان کے سوالات اور ہمارے مختصر جوابات حاضر خدمت ہیں:

○...... کیا صحابہ کرام کا یہ اجماع شاذ اور مضطرب حدیث پر ہوا تھا؟

جواب: اول: تو صحابہ کرام کے اجماع پر کوئی صحیح، صریح روایت پیش کرو۔

دوم: اگر بالفرض یہ روایت صحیح بھی ثابت ہو تو وھابی مذہب میں پھر بھی حجت نہیں ہو۔

سوم: کسی صحیح اور صریح روایت سے صحابہ کا اجماع ثابت نہیں ہے یہ روایت مضطرب ہے لہذا

ہم اس روایت کو تسلیم ہی نہیں کرتے، تو پھر ہم سے پوچھنے کا کیا معنی؟ یہ روایت قابل اعتماد ہی نہیں ہے۔ اور اگر سوال کرنا ہے تو اپنے امام شرف الدین دہلوی سے کریں، انہوں نے اگر جھوٹ بولا ہے تو بتائیے جھوٹوں کے متعلق قرآن کا کیا فیصلہ ہے؟

۲...... اگر حدیث ابن عباس شاذ، مضطرب ہے تو پھر منسوخ کا دعویٰ غلط ہے۔

جواب: انسان میں عقل وشعور ہو تو بات سمجھ سکتا ہے۔ روایات پر محدثین کرام اپنی اپنی تحقیق کے مطابق کلام کرتے ہیں۔ وھابی محقق دہلوی صاحب نے یہی کہا تھا کہ بعض محدثین نے اسے منسوخ بھی کہا ہے۔ اور بعض نے شاذ اور مضطرب قرار دیا ہے، اس میں کوئی تضاد نہیں ...... یہ وھابی حکیم کے ذہن میں تضاد اور اضطراب ہے جو انہیں حقیقت تک پہنچنے نہیں دیتا۔

۳...... اگر مضطرب مان لیں گے تو پھر ماننا پڑے گا کہ عہد نبوی، عہد صدیقی اور عہد فاروقی کے اول، دو، تین سال شاذ اور مضطرب حدیث پر عمل ہوتا رہا ہے، نیز یہ بھی سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر اس وقت عمل جائز تھا تو اب کیوں نہیں۔ (ص۸)

جواب: نہ اس وقت عمل ہوا ہے اور نہ اب اس پر عمل جائز ہے۔ کیونکہ حدیث، معلل، مضطرب اور شاذ ہے، صحیح نہیں ہے اس لئے قابل قبول اور لائق عمل نہیں ہے۔

نجدی حکیم کی چند یاوہ گوئیاں

نجدی: ہفت روزہ اہل حدیث کے مدیر اعلیٰ

ساقی: اعلیٰ تو خدا کی صفت ہے، جیسے نماز میں **سبحان ربی الاعلیٰ** پڑھتے ہیں آپ نے خدا کی صفت مولوی کے نام لگا کر اپنے مذہب کے مطابق شرک کیوں کیا؟

نجدی: ان کے حکم کی تعمیل اور احقاق حق کی خاطر یہ سطور لکھیں

ساقی: احقاق حق کا درجہ بعد میں کیوں رکھا ہے کیا مولوی کے حکم کی تعمیل مقدم سمجھتے ہو

نجدی: شریعت نے ایک وقت میں ایک طلاق کا ہی اختیار دیا ہے۔

ساقی: شریعت نے یہ قانون کہاں بیان کیا ہے؟ اس قانون کو چھپا کر تم ''کتمان حق'' کے مرتکب کیوں ٹھہرے ہو؟ حکم قرآن یاد نہیں کہ **وتکتموا الحق وانتم تعلمون** (البقرہ)...... یعنی تم جان بوجھ کر حق کو چھپاتے ہو۔

نجدی: جو ایک وقت میں دی گئیں تین طلاقیں تین شمار کر کے مرد سے حق رجوع چھین رہے ہیں اور قرآن وسنت کی مخالفت کر رہے ہیں۔

ساقی: وہ تو قرآن وسنت، اجماع صحابہ اور تعامل امت کی حمایت کر رہے ہیں البتہ جو لوگ ایک وقت کی تین طلاقوں کو ایک شمار کر کے مرد کو حق رجوع دے رہے ہیں وہ قرآن و سنت اور اجماع امت کی مخالفت، ائمہ کی توہین اور اسلام میں من مانی کر رہے ہیں۔

نجدی: تین طلاقیں ایک دفعہ دے دینا سخت گناہ اور معصیت ہے۔

ساقی: پھر آپ اس کا مکمل طور پر انکار کیوں نہیں کرتے، اس گناہ اور معصیت کا ایک حصہ قبول کر کے دین کیساتھ مذاق اور اسلام کے ساتھ ٹھٹھہ بازی کیوں روا رکھتے ہو؟

نجدی: حدیث ابن عباس کا مطلب ہے کہ علیحدہ علیحدہ اوقات میں دی گئیں تین طلاقوں کے بعد رجوع نہیں ہے، تفصیل کے لئے راقم الحروف کی کتاب ''طلاق ثلاثہ وحلالہ'' ایک تحقیقی جائزہ ملاحظہ فرمائیں

ساقی : حدیث ابن عباس کا یہ مطلب کہاں لکھا ہے؟ تمہارے ناپاک سینے میں یا کتابوں کے کسی خزینے میں، حوالہ دکھاؤ۔ اس مضمون میں آپ سے کچھ نہیں بن سکا لہٰذا تفصیل کے لئے اس کتاب کو کیا دیکھنا ہے، اگر کچھ زیادہ ہی ناز ہے اس کتاب پر تو ہمیں وہ بھی ارسال فرمائیں تاکہ اس کی حقیقت بھی دنیا کو بتائی جاسکے۔ ویسے آپ تفصیل کے لئے اپنے مولانا شرف الدین دہلوی کی ''کتاب الطلاق'' ملاحظہ فرمائیں، شاید نجدیت، غیر مقلدیت اور وھابیت کا بھوت اتر جائے۔ لیکن اس کی امید نہیں کیونکہ فرمان خداوندی **بل طبع اللہ علیٰ قلوبھم فھم لایفقھون** حق ہے۔

نجدی: اگر یہ منسوخ ہوتی تو رسول اللہ ﷺ خود فرماتے کہ یہ مسئلہ منسوخ ہوگیا ہے

ساقی: کتنے ہی مسائل ایسے ہیں کہ جنہیں وھابی حضرات منسوخ مانتے ہیں کیا ان کے متعلق فرمان نبوی صحیح، صریح دکھایا جاسکتا ہے کہ وہ منسوخ ہیں اور جن مفسرین (وھابیوں کے مفسرین سمیت) نے اپنی تحقیق سے مسائل کو منسوخ کیا ہے، کیا وہ جاہل، لاعلم، بے خبر اور دین کی اس رمز سے ناآشنا تھے۔

نجدی : اگر ایک وقت کی تین طلاقوں کے بعد رجوع منسوخ ہوتا تو اس کا ذکر بھی قرآن میں یا رسول اللہ ﷺ کے فرمان میں آجاتا لیکن ایسا ہرگز نہیں ہے۔

ساقی : قرآن وحدیث میں ان کا ذکر موجود ہے۔ سابقہ سطور میں دیگر ائمہ کے علاوہ خود وھابی محققین نے بھی اس کا اعتراف کیا ہے، بخاری، ابن ماجہ، ابوداؤد اور مشکوٰۃ وغیرہ دیدۂ عبرت سے دیکھیں سب کچھ عیاں ہوجائے گا...... تھوڑا سا نمونہ ہم اپنے کتابچہ ''تحقیقی محاسبہ'' اور ''محققانہ فیصلہ'' میں دکھا چکے ہیں۔ لیکن چمگادڑ کی طرح آپ کی آنکھیں ہی بند ہوں تو کیا کیا جاسکتا ہے۔ البتہ اگر ایک وقت کی تین طلاقیں ایک ہوتیں تو اس کا ذکر قرآن وحدیث میں ضرور ہوتا جو کہ بالکل نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وھابی محقق صرف مسلم کی روایت کے علاوہ کچھ نہیں پیش کرسکا...... اور وہ

روایت بھی معطل، مضطرب اور شاذ ہے۔ لہذا قابل قبول نہیں

نجدی: مجددی صاحب نے لکھا ہے ''ایک وقت کی تین طلاقیں ایک شمار کرنا لوگوں کا اپنا فعل ہے نبی ﷺ کو اس کا علم نہیں''۔ اگر ان کی بات صحیح ہے تو ان کا علم غیب والا عقیدہ غلط ٹھہرتا ہے۔ بقول شاعر الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں، لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا۔

ساقی: یہ تمہارا سراسر جھوٹ، تمام تر بہتان اور غلیظ الزام ہے کہ ہم نے کہا ہے کہ ''تین طلاقون کو ایک شمار کرنا صرف لوگوں کا فعل ہے''۔ عقل کے اندھے!۔ ہم تو صاف صاف کہہ رہے ہیں کہ یہ قرآن اور اجماع امت سے ثابت نہیں ہے اور تم کہتے ہو کہ تین طلاقوں کو ایک شمار کرنا لوگوں کو فعل تھا...... معاذ اللہ۔ ہاں تمہارے نجدی محقق دہلوی نے لکھا تھا کہ تین طلاقوں کو ایک شمار کرنا لوگوں کا اپنا فعل تھا۔ اس کا نبی ﷺ کو علم نہیں ہے۔ اب یہ سوال اپنے مولوی صاحب سے کرو کہ (بقول تمہارے) اگر نبی ﷺ کو علم نہیں تو اللہ کو تو علم تھا نا! اس نے منع کیوں نہ کیا؟۔ اب یہ معاملہ تمہارے گھر کا ہے لہذا زلف دراز میں پاؤں بھی تمہارا ہی الجھا ہے اور اپنے دام میں بھی تم خود ہی آچکے ہو۔

نجدی: مجددی صاحب قرآن کی کسی آیت یا حدیث رسول ﷺ سے یہ ثابت کرسکتے ہیں کہ ایک وقت کی تین طلاقوں کو ایک قرار دینا بھی متعہ کی طرح حرام ہے۔

ھاتو ابرھانکم ان کنتم صادقین

ساقی : سابقہ اوراق میں مفسرین اور محدثین اور وھابی اکابرین کے حوالہ جات سے واضح ہوگیا ہے کہ تین طلاقوں کو ایک قرار دینا قرآن وسنت اور اجماع امت کے خلاف ہے۔ اور وھابی مفسر حافظ صلاح الدین یوسف لکھتے ہیں کہ ''اجماع کی مخالفت کرنا کفر ہے (دعا کی اہمیت ص ۶۱) اب آپ ہی بتائیں ... کہ قرآن وسنت اور

اجماع امت کی مخالف کر کے کفر اختیار کرنا حلال ہے؟ یا متعہ کو حلال قرار دینے سے بھی زیادہ حرام ہے۔ اب آپ وہ شعر پڑھ سکتے ہیں کہ

ے الجھا پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

اور

ے نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار تم سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

نجدی: جن حنفی علماء کے حوالہ سے اوپر بیان ہو چکا ہے کہ دور نبوی اور صدیقی اور فاروقی وغیرہ میں ایک وقت کی تین طلاقیں ایک ہی شمار کی جاتی تھیں۔ کیا انہوں نے یہ حرام کام کیا ہے۔

ساقی: اوپر کے حوالہ جات میں کسی بھی معتبر حنفی کی باسند عبارت ایسی نہیں ہے جس میں اس بات کی تائید ہو کہ ان ادوار میں طلاق ثلاثہ کو ایک قرار دیا جاتا تھا۔ یہ آپ کا جھوٹ اور بہتان ہے۔

نجدی: ثابت ہوا کہ صحابہ کا یہ فعل صحیح اور درست تھا...... اگر اجماع ہوتا تو اتنے صحابہ رضی اللہ عنہم اس کے حکم کے خلاف نہ کرتے...... صحابہ کے نام تفسیروں میں دیکھیں۔

ساقی: صحابہ کی بات تو وھابی دھرم میں حجت ہی نہیں۔ خود تمہارا حوالہ بھی گزرا ہے کہ موقوفات اگر صحیح بھی ہوں تو حجت شرعی نہیں ...... یہ منافقانہ چال نجدی دہرم کو نہیں بچا سکتی اگر ہمت ہے تو کسی صحیح، صریح حدیث سے صحابہ کا عمل ثابت کریں، صرف نام آ جانے سے کیا ہوتا ہے...... دوسری جانب متعدد احادیث مسندہ موجود ہیں۔ جس کی تفصیل شرف الدین دہلوی کی ''کتاب الطلاق'' اور اختصار اشرفیہ اور فتاوی ثنائیہ میں موجود ہے۔

نجدی: جن کو غیر مقلد کہا جاتا ہے وہ کسی آدمی کی رائے کے پابند نہیں ہیں

ساقی: شکر ہے کہ آج آپ نے خود اپنے منہ سے اپنی حقیقت کا اعتراف کر لیا ہے ہم بھی یہی بتانا چاہتے ہیں کہ یہ کسی آدمی کی رائے کے پابند نہیں ہیں، وہ آدمی خواہ صحابہ کرام ہوں یا خود جناب رسالتمآب ﷺ یہی بات وھابی مولوی جونا گڑھی نے طریق ص ۵۷ پر لکھی ہے۔

نجدی: جب ہم ابوحنیفہ، شافعی، مالک، احمد بن حنبل کی تقلید یعنی بغیر دلیل کے بات نہیں مانتے تو مولانا شرف الدین کی بات کیسے مان لیں گے۔

ساقی: بالکل ٹھیک، جب آپ رسول کریم ﷺ، صحابہ کرام، تابعین عظام اور مجتہدین فخام کی نہیں مانتے تو دوسروں کی کیا مانیں گے...... ہاں اپنے ابلیسی ذہن اور شیطانی سوچ کی ضرور مانتے ہیں...... علاوہ ازیں ابن تیمیہ اور ابن قیم بہت پسند ہیں تفصیل ہماری تصنیف ''محققانہ فیصلہ'' میں دیکھیں۔

نجدی: بار بار غیر مقلد لکھا گیا ہے۔

ساقی: جی ہاں! یہ آپ کا پسندیدہ لقب ہے، اگر آپ اس پر ناراض ہوتے ہیں تو کیا لامذہب، نجدی، وھابی اور انگریزی اہلحدیث لکھ دیں؟...... اجازت ہے؟ اگر ناراض نہ ہوں تو آئندہ ہم آپ کو انہیں ''القابات حسنہ'' سے یاد کرینگے۔ اور اگر اس سے زیادہ ''عمدہ الفاظ وخطابات'' کا شوق ہو تو پھر ''نیم حکیم''، ''نیم ملاں'' کے الفاظ زیادہ مناسب رہیں گے۔

ے جیسا ہم نے تجھ کو چاہا بھلا کون یوں چاہے گا
مانا کہ آئیں گے اور بھی بہت تم سے پیار جتانے کو

اور اگر آپ ہمارے پیش کردہ حقائق وواقعات اور حدیث مسلم پر وارد کردہ اپنے وھابی محدث کے اعتراضات کے جوابات قرآن وحدیث اور اصول محدثین

کے تحت دے دیں اور اس میں علم ودیانت، عقل وخرد اور متانت وسنجیدگی کا دامن نہ چھوڑیں گے تو تمہیں ''بلانے'' کے لئے ہمارے پاس اور بھی حسین وجمیل الفاظ وکلمات موجود ہیں۔لیکن ہمیں تم سے اس کی قطعاً ویقیناً امید نہیں ہے۔ کیونکہ

؎ زخمی دل میں نہیں ہے قطرۂ خون
ہم نے خوب دبادبا کے دیکھ لیا

اللہ آپ کو ہدایت دے

وماعلی الاالبلاغ المبین

وھابی حضرات اپنی پوزیشن واضح کریں

وھابی فرقہ خود کو اہلحدیث کہتا نہیں شرماتا ...... لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ ان لوگوں کا ایک زبانی دعوی ہے جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ...... بطور مثال اسی مسئلہ طلاق ثلاثہ کو ہی لے لیں ...... گذشتہ صفحات میں واضح ہو چکا ہے کہ محدثین کرام تینوں طلاقوں کو تین ہی موثر مانتے ہیں جبکہ وھابی پارٹی خود کو داہلحدیث بھی کہتی ہے اور محدثین کے خلاف موقف کی بھی حامل ہے ...... اور تو اور اس فرقہ کو امام عینی، امام عسقلانی، امام نووی، امام ذہبی اور سب سے بڑھ کر یہ کہ خود امام بخاری بھی قابل قبول نہیں ہیں۔ یا تو وھابی حضرات کو مندرجہ بالا محدثین کا موقف اپنانا چاہئے ورنہ اپنے چہرے سے نقاب الٹ کر اپنی اصلی صورت میں آ کر بنا دینا چاہئے کہ ہم محدثین کو کیا جانیں ہم تو انگریز کے خود کاشتہ اور انگریزی اہلحدیث ہیں۔لیکن

؎ خوب پردہ ہے کہ چلمن سے لگے بیٹھے ہو
صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں

مصنف کی دیگر کتب

مطبوعہ کتب

- جشن میلاد النبی ﷺ
- یہ مسائل ثابت ہیں
- قربانی
- روئیداد مناظرہ گرجاکھ
- تحقیقی محاسبہ
- روئیداد مناظرہ توسل
- اہل جنت اہل سنت
- محققانہ فیصلہ

زیر طباعت

- شرح اربعین مجددیہ
- اہل سنت کی پہچان
- صحابہ کرام اور عقائد اہل سنت
- خطبات ساقی
- درود شریف پڑھنے کا شرعی اسلوب
- خارجیت کے مختلف روپ
- عظمت اولیاء
- دروس القرآن فی شہر رمضان
- مقالات ساقی